خوفِ خدا اور عشقِ رسول ﷺ سے سرشار طلبہ کا ترجمان

ماہنامہ

نوائے انجمن

لاہور

حکمِ اذاں سال
سیشن 2023-24

خصوصی اشاعت

انجمن طلباء اسلام کے اغراض ومقاصد، طویل جدوجہد اور معاشرے پر اثرات پر مشتمل مضامین کا تاریخی مجموعہ

ہم نے بنیادِ دوستی رکھی یادِ خیر البشر ﷺ کے رشتے سے

خوفِ خدا اور عشقِ رسول ﷺ

سے سرشار محبِ وطن طلباء

کا فقیدالمثال

حقوقِ طلباء کنونشن

6 مارچ 2024ء بروز بدھ دن 11 بجے

ایوانِ اقبال لاہور

انجمن طلبہ اسلام پنجاب شمالی

صوبائی دفتر:

ایوانِ خیر (سٹوڈنٹ سیکرٹریٹ)

بیرون بھاٹی گیٹ، لوئر مال، لاہور

ماہنامہ
نوائے انجمن لاہور
انجمن طلبہ اسلام پاکستان کا ترجمان
فروری 2024ء

چیف ایگزیکٹو
محمد عامر اسماعیل
مرکزی صدر انجمن طلباء اسلام پاکستان

چیف ایڈیٹر
سید حسنین نوری
نگران مکتبہ انجمن و نائب صدر اول ATI

چیف ایڈوائزر
فیصل قیوم ماگرے
سیکرٹری جنرل ATI پاکستان

ایڈیٹر
محمد نصر اللہ سلطان
مرکزی سیکرٹری اطلاعات ATI پاکستان

سب ایڈیٹر
محمد کامران اکبر رضوی
نائب صدر دوم ATI پاکستان

مجلسِ ادارت
- ریاض الدین نوری
- ڈاکٹر خوشی محمد خضری
- سید آفتاب عظیم شاہ بخاری
- محمد نواز کھرل
- سید بو علی شاہ
- شمس الرحمان شمس
- حافظ محمد شفیق
- محمد علی خان
- مبشر حسین حسینی
- محمد اکرم رضوی
- نیر صدیقی

مجلسِ مشاورت
- سردار بیدار حسن
- دانش وڑائچ مصطفائی
- افتخار احمد مغیری
- حافظ تنویر عباس
- محمد معین الدین سیالوی
- شہریار خان

قلمی معاونین
- ملک محبوب الرسول قادری
- پروفیسر شاہد رضا
- سید مقصود علی شاہ
- سلمان علی اقدس
- ظہیر باقر بلوچ
- ڈاکٹر نعیم الدین الازہری
- پروفیسر ڈاکٹر احمد ندیم رانجھا
- انجینیئر سرفراز احمد ضیغم

معاون ایڈیٹر
سید راشد گیلانی

ڈیزائن / لے آؤٹ
سخن گر پبلی کیشنز
0303-4369596

اندرونی صفحات پر

سنابلِ نور (حمد و نعت)	2
اداریہ	3
معمولاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	4
غزالی زماں اور انجمن طلباء اسلام	5
متاعِ دیدہ تر	7
عشقِ مصطفیٰ کے اسیران کا گلدستہ	9
ہم نے بنیادِ دوستی رکھی	10
طلبہ سیاست	11
دل کی باتیں، دل والوں سے	12
ڈاکٹر طاہر القادری اور اے ٹی آئی	13
انجمن کے معاشرے پر اثرات	14
مذہبی افتراق سے پرہیز	15
انجمن طلباء اسلام کی 56 سالہ جدوجہد	16
اسلامک اسٹاک مارکیٹ	17
انجمن کا نظامِ تربیت و تبلیغ	19
انجمن طلبہ اسلام، باعث اصلاح	19
اخبارِ انجمن	20
سانحہ ارتحال	26
قومی رہنماؤں کے تاثرات	27
قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے	32

ضروری گذارش: نوائے انجمن میں اشاعت کیلئے اپنی تحریریں / رپورٹس ہر ماہ کی 20 تاریخ سے قبل ای میل / واٹس ایپ کر دیا کریں۔ شکریہ

زرِ تعاون

فی شمارہ	بیرون ملک	سالانہ ممبر شپ	بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
-/100 روپے	5 ڈالرز یا مساوی	-/1200 روپے	-/2400 روپے

پبلشر و چیف ایڈیٹر سید حسنین نوری نے بابا جانی پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر داتا دربار روڈ لاہور سے شائع کیا

رابطہ دفتر: ایوان خیر سٹوڈنٹ سیکرٹریٹ، دربار روڈ لاہور
رابطہ نمبرز: 0331-6465156, 0307-6465156
ای میل: atipak68@gmail.com

محمد رسول اللہ

سنابلِ نور

حمدِ باری تعالیٰ جل جلالہ

فروغِ نورِ خدا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
چراغِ راہِ ھدیٰ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

یہی تو نغمہ گل ہے یہی صدائے چمن
کہ جھومتی ہے صدا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

سبھی چراغ ہیں باطل مکانِ ہستی کے
ہے لا مکاں کا دیا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

اگر ہے بحر، محبت میں جذب کی خواہش
وجودِ قطرہ مٹا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

غرورِ غیر کو لحظے میں توڑ کر رکھ دے
لگے جو ضربِ خدا لَا الٰہَ اِلَّا اللّٰہ

جو راہِ حق میں کبھی حائل ہوئے بتانِ گماں
بنی وہ کرب و بلا لَا الٰہَ اِلَّا اللّٰہ

اگر ہے وصل کی خواہش، مٹا دے ہستی کو
فنا تیری بقا ہے لَا الٰہَ اِلَّا اللّٰہ

سید الطاف بخاری

نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ایمانِ دل کے مرکز و محور کی بات ہو
جب بھی ہو بات میرے پیمبر کی بات ہو

شمس الضحیٰ اس نور کے پیکر کی بات ہو
بدرالدجیٰ کے اس رخِ انور کی بات ہو

آئے کبھی جو پیاس کا ہلکا سا بھی خیال
میرے کریم ساقیِٔ کوثر کی بات ہو

نافہ کی طرح پھیل جائے ہر طرف مہک
رحمت شعار زلفِ معنبر کی بات ہو

کیا خوب عکسِ ناخنِ پائے حضور ہے
پھر چاندنی کی ہو مہ و اختر کی بات ہو

ذرے کو مل رہی ہے ستاروں کی روشنی
قطرے کا ذکر ہو تو سمندر کی بات ہو

تائب نزع کے وقت ہو دل میں نبی کی یاد
نطق و دہن پہ آپ ہی کے در کی بات ہو

عبدالغنی تائب

نوائے طلباء

اداریہ

انجمن طلبہ اسلام

عزیمت وجہد وجہد کے 56 روشن سال

تعلیمی اداروں میں جہاں اسلام کے نام پر طلباء کو ورغلایا جارہا ہو، جہاں پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے خلاف طلباء کی ذہن سازی کی جا رہی ہو، جہاں سیاسی جماعتیں طلباء کو اپنے مذموم مقاصد حصول کے لیے استعمال کریں اور سیاسی لیڈران کے ناموں کے نعرے اور انکی شخصیت پرستی کا گرویدہ بنایا جارہا ہو۔ ایسے میں تعلیمی اداروں میں انجمن طلبہ اسلام کا وجود کسی نعمت سے کم نہیں جس نے یہ پیغام دیا کہ ہمارے عقیدتوں کا مرکز ومحور کوئی سیاسی شخصیت نہیں بلکہ بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ انجمن طلبہ اسلام نے شخصیت پرستی کی نفی کرتے ہوئے سیدی مرشدی یا نبیؐ یا نبیؐ کا نعرہ دیا جو ہر زبان پر عام ہے اور اس بات کا اعلان ہے کہ ہماری راہنمائی کا مرکز گنبد خضریٰ ہے،"ہم نے بنیاد دوستی رکھی فقط یاد خیر البشر کے رشتے سے"

ملک پاکستان میں نوجوانوں کی راہنمائی سمیت تعلیمی اداروں میں اسلام و پاکستان کے نظریات کے تحفظ وترویج کی بات ہو یا طلبہ حقوق کی جدوجہد، طلبہ کی امداد کی بات ہو یا انکی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لیے نصابی وغیر نصابی سرگرمیوں کی۔۔۔ انجمن طلبہ اسلام پیش پیش نظر آتی ہے۔ یہ قافلہ عشق ومستی بغیر کسی سیاسی جماعت کی بغل بچہ بنے طلبہ یونین کے آخری انتخابات کی فاتح بھی ہے اور پاکستان ہر کونے میں اپنا مضبوط وجود رکھتی ہے۔

اے ٹی آئی اپنے محدود وسائل کو استعمال کرتے ہوئے ہر سال ملک وملت کو ہزاروں تربیت یافتہ نوجوان مہیا کر رہی ہے۔ اسکا تنظیمی ڈھانچہ ہر سال ایک یونٹ سے شروع ہو کر سٹی، تحصیل، ضلع، ڈویژن، صوبہ اور پھر مرکز کے ساتھ ساتھ کالج ویونیورسٹی سطح تک انتخابات کے ذریعے تبدیل ہوجاتا اور نئے ذمے داران کا انتخاب عمل میں آتا۔ نوجوانوں کی علمی وفکری تربیت کے قرآن کلاسز، صفہ تربیتی ورکشاپس، شب بیداریاں، اولیاء کے مزارات کی اجتماعی حاضریاں اور صوفیاء کی تعلیمات پر مبنی مباحثے، سٹڈی سرکلز، طلباء سکالرشپس، فنی تعلیم کے لیے ٹیکنالوجی کورسز، طلباء کی صلاحیتوں کو نکھارنے اور ذمہ دار شہری بنانے کے لیے پرسنیلٹی گرومنگ سیمینارز، تعلیمی اداروں میں کتب میلوں سمیت نصابی وغیر نصابی سرگرمیوں کی ایک لمبی فہرست ہے جو انجمن طلبہ اسلام طلبہ کا خاصہ ہے اور یہ ایک ایسا مضبوط نظام ہے جس سے گزرنے والا ہر طالبعلم اللہ کی رضا کا حصول نبی اکرم علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل ہو کر اسلام کی حقیقی روح کے ذریعے حاصل کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور یوں دنیاوی واخروی زندگی کی کامیابیاں سمیٹ رہا ہوتا۔

مضبوط تنظیمی سٹرکچر، خوبصورت نظام تربیت اور اپنا ایک جامع دستور ہونے کی وجہ سے بظاہر ایک شخص نظر آنے والا ہر کارکن اپنے اندر اجتماعیت سموئے ہوئے ہے۔ قائدانہ صلاحیتوں سے لبریز، مینجمنٹ کی عملی تصویر، انداز گفتگو اور پر اعتماد شخصیت انجمن طلبہ اسلام کے کارکنان کے اہم اوصاف میں شامل ہے جو عملی زندگی کے لیے انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ اے ٹی آئی سے وابستہ رہنے والے افراد کی ایک لمبی فہرست ہے جنہوں نے ملکی وعالمی سطح کارہائے نمایاں سرانجام دیے، جنہوں نے اپنے افکار وکردار سے زمانے کو نئی جہتیں بخشیں۔

انجمن طلبہ اسلام یہ سمجھتی ہے کہ نوجوان کسی بھی ملک وملت کا سرمایہ ہوتے ہیں اور نوجوانی کی عمر کچھ کر گزرنے کی صلاحیت سے لبریز ہوتے ہیں، لہذا نوجوانوں کی تربیت کر کے انقلاب کا تعین کیا جاسکتا ہے۔

یہ امر قابل غور ہے کہ بغیر غور وفکر اور شعور وآگہی کا مجموعہ قوم نہیں بلکہ گھوڑوں کی وہ بھیڑ ہے جو بغیر لگام کے منزل سے بھٹکے رہتے ہیں، ترقی میں کردار کے لیے تربیت اور مثبت ماحول کا میسر نا آنا کسی آوارہ لاوے سے کم نہیں جو کسی سمت بھی تباہی کی وجہ بن سکتا ہے لہذا انجمن طلبہ اسلام اس اہم نقطے پر توجہ مرکوز کیے ہوئے نوجوانوں کی تربیت کر رہی ہے۔ ہمارے سامنے ایسی کئی مثالیں ہیں جو قابل رشک وتقلید ہیں۔

انجمن طلبہ اسلام کے کارکن افتخار شہید نے تحریک ختم نبوت پہلی شہادت دے کر تحریک ختم نبوت کو جلا بخشی، انجمن ہی کے کارکن عبدالواحد نے بنگلہ دیش نامنظور تحریک کو اوج دیتے ہوئے اشرافیہ کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا۔ مختصراً یہ کہ جوانی میں کی جانے والی یہ کاوشیں اور قربانیاں آج مستقبل میں ہمارے لیے اجتماعی فخر کا باعث ہیں۔ اے ٹی آئی اس سوچ پر نوجوانوں کی تربیت کر رہی ہے کہ نوجوانوں کو وہ کردار اپنانا ہوگا جس پر آنے والی نسلیں فخر کر سکیں، یہ سمجھنا ہوگا ایک کا بہادرانہ عمل صدیوں بعد بھی قابل تقلید رہے گا جبکہ ایک کا بزدلانہ عمل یا غلط روش پر پوری قوم کے سر شرم سے جھک جائیں گے۔

اپنے شعبوں کو ذریعہ کمائی سمجھنے کی بجائے عین عبادت سمجھنا ہوگا، جماعتی، تنظیمی، لسانی، صوبائی، نسلی وعلاقائی اختلافات کا خاتمہ کر کے ملک وملت کو یکجہتی لی لڑی میں پرونا ہوگا، فطرت کے وضع کردہ اصولوں پر زندگی گزارتے ہوئے وہ انداز اپنانے ہوں گے جو آنے والی نسلوں کے لیے قابل تقلید ٹھہریں۔ جہالت کی مخالفت کر کے علم کو عام کرنا ہوگا، وہ رویے اپنانے ہوں گے جو کچے ذہنوں پر مثبت تربیت نقوش چھوڑیں، اسی طرح انقلاب کا راستہ ممکن ہو سکے گا۔

قوت قرآن سے۔۔۔ محبت رسول سے
علم کی تنویر سے جذبہ تعمیر سے
عظیم تر بنائیں گے پیارے پاکستان کو

20 جنوری 1968 سے شروع ہونے والا یہ عظیم سلسلہ نصف صدی سے زائد کا عرصہ گزار چکا۔ جس نے اپنے اندر بہت ساری کامیابیاں سمیٹی ہوئی ہیں۔

گھر سے مکتب، مکتب سے معاشرہ اور معاشرے سے نظام حکومت تک عزیمتوں، ولولوں اور جہد مسلسل کا یہ سفر یوں ہی رواں دواں نہیں اس کی آبیاری میں شہادتوں اور قربانیوں کی ایک لازوال داستان ہے۔

ہم اپنے رب کریم کے حضور دعا گو ہیں کہ بطفیل مصطفیٰ یہ قافلہ راعنائیوں کے ساتھ منزلوں کی اوج کو چھوتے ہوئے عزم مصمم کے ساتھ قائم ودائم رہے اور اسلام کے نفاذ کی تحریک انجام کو پہنچے۔۔۔ آمین

اسوۂ حسنہ

خورد و نوش اور استراحت کے معاملہ میں

معمولاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

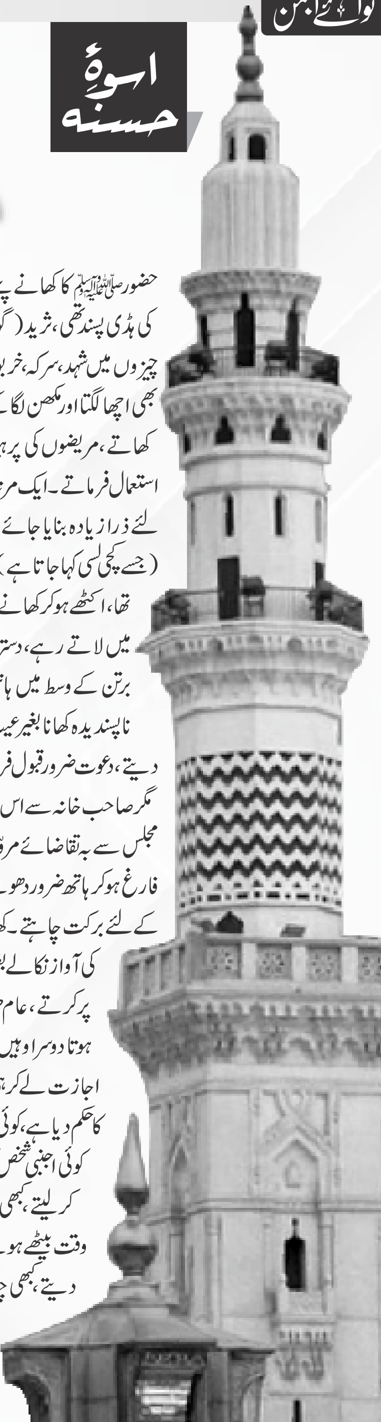

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کھانے پینے کا ذوق بہت نفیس تھا، گوشت سے خاص رغبت تھی، زیادہ ترجیح دست، گردن اور پیٹھ کے گوشت کو دیتے، نیز پہلو کی ہڈی پسند تھی، ثرید (گوشت کے شوربہ میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر یہ مخصوص عربی کھانا تیار کیا جاتا تھا) تناول فرمانا مرغوب تھا، پسندیدہ چیزوں میں شہد، سرکہ، خربوزہ، ککڑی، لوکی، کھچڑی، مکھن وغیرہ اشیاء شامل تھیں، دودھ کے ساتھ کھجور (بہترین مکمل غذا بنتی ہے) کا استعمال بھی اچھا لگتا اور مکھن لگا کے کھجور کھانا بھی ذوق میں شامل تھا، کھرچن (تہ دیگی) سے بھی اُنس تھا، ککڑی نمک لگا کر اور خربوزہ شکر لگا کر بھی کھاتے، مریضوں کی پرہیزی غذا کے طور پر حریرا کو اچھا سمجھتے اور تجویز بھی فرماتے، میٹھا پکوان بھی مرغوب خاص تھا، اکثر جو کے ستو بھی استعمال فرماتے۔ایک مرتبہ بادام کے ستو پیش کئے گئے تو یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یہ امراء کی غذا ہے، گھر میں شوربہ پکتا تو کہتے کہ ہمسایہ کے لئے ذرا زیادہ بنایا جائے، پینے کی چیزوں میں نمبر ایک میٹھا پانی تھا اور بطور خاص دو روز کی مسافت سے منگوایا جاتا، دودھ، پانی ملا دودھ (جسے کچی لسی کہا جاتا ہے) اور شہد کا شربت بھی رغبت سے نوش فرماتے، غیر نشہ دار نبیذ بھی قرین ذوق تھی، افراد کا الگ الگ بیٹھ کر کھانا ناپسند تھا، اکٹھے ہو کر کھانے کی تلقین فرمائی، سونے چاندی کے برتنوں کو بالکل حرام فرما دیا تھا، کانچ، مٹی، تانبہ اور لکڑی کے برتنوں کو استعمال میں لاتے رہے، دسترخوان پر ہاتھ دھونے کے بعد جوتا اتار کر بیٹھتے، سیدھے ہاتھ سے کھانا لیتے اور اپنے سامنے کی طرف سے لیتے، برتن کے وسط میں ہاتھ نہ ڈالتے، ٹیک لگا کر کھانا پینا بھی خلاف معمول تھا، دو زانو یا اکڑوں بیٹھتے، ہر لقمہ لینے پر بسم اللہ پڑھتے، ناپسندیدہ کھانا بغیر عیب نکالے خاموشی سے چھوڑ دیتے، زیادہ گرم کھانا نہ کھاتے، کھانا ہمیشہ تین انگلیوں سے لیتے اور ان کو لتھڑنے نہ دیتے، دعوت ضرور قبول فرماتے اور اگر اتفاقاً کوئی دوسرا آدمی (بات چیت کرتے ہوئے یا کسی اور سبب سے) ساتھ ہوتا تو اسے لیتے جاتے مگر صاحب خانہ سے اس کے لئے اجازت لیتے، مہمان کو کھانا کھلاتے تو بار بار اصرار سے کہتے کہ اچھی طرح بے تکلفی سے کھاؤ، کھانے کی مجلس سے بہ تقاضائے مروّت سب سے آخر میں اٹھتے، دوسرے لوگ اگر پہلے فارغ ہو جاتے تو ان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اٹھ جاتے، فارغ ہو کر ہاتھ ضرور دھوتے، دعا کرتے جس میں خدا کی نعمتوں کیلئے ادائے شکر کے کلمات ہوتے، نیز طلب رزق فرماتے اور صاحب خانہ کے لئے برکت چاہتے۔کھانے کی کوئی چیز آتی تو حاضر دوستوں کو باصرار شریک کرتے اور غیر حاضر دوستوں کا حصہ رکھ دیتے، پانی غٹ غٹ کی آواز نکالے بغیر پیتے اور بالعموم تین بار پیالہ منہ سے الگ کر کے سانس لیتے اور ہر بار آغاز "بسم اللہ" اور اختتام "الحمد للہ والشکر للہ" پر کرتے، عام طریقہ بیٹھ کر پانی پینے کا تھا، پینے کی چیز مجلس میں آتی تو بالعموم داہنی جانب سے دور چلاتے اور جہاں ایک دور ختم ہوتا دوسرا وہیں سے شروع کرتے، بڑی عمر کے لوگوں کو ترجیح دیتے مگر داہنے ہاتھ والوں کے مقررہ استحقاق کی بناء پر ان سے اجازت لے کر ہی ترتیب توڑتے، کھانے پینے کی چیزوں میں پھونک مارنا یا ان کو سونگھنا ناپسند تھا، کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانکنے کا حکم دیا ہے، کوئی نیا کھانا سامنے آتا تو کھانے سے پہلے اس کا نام معلوم فرماتے، زہر خورانی کے واقعہ کے بعد معمول ہو گیا تھا کہ اگر کوئی اجنبی شخص کھانا کھلاتا تو پہلے ایک آدھ لقمہ خود اسے کھلاتے۔کبھی اُکڑوں بیٹھتے، کبھی دونوں ہاتھ زانوؤں کے گرد حلقہ زن کر لیتے، کبھی ہاتھوں کے بجائے کپڑا (چادر وغیرہ) لپیٹ لیتے، بیٹھے ہوئے ٹیک لگاتے تو بالعموم الٹے ہاتھ پر، فکر یا سوچ کے وقت بیٹھے ہوئے زمین کو لکڑی سے کریدتے، سونے کے لئے سیدھی کروٹ سوتے اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر داہنا رخسار پر رکھ دیتے، کبھی چت بھی لیٹتے اور پاؤں پر پاؤں بھی رکھ لیتے، مگر ستر کا اہتمام رکھتے، پیٹ کے بل اور اوندھا لیٹنا سخت ناپسند تھا اور اس سے منع فرماتے تھے، ایسے تاریک گھر میں سونا پسند نہ تھا جس میں چراغ نہ جلایا گیا ہو، کھلی چھت پر جس کے پردے کی دیوار نہ ہو سونا اچھا نہ سمجھتے، وضو کر کے سونے کی عادت تھی اور سوتے وقت مختلف دعائیں پڑھنے کے علاوہ آخری تین سورتیں (سورۂ اخلاص اور معوذتین) پڑھ کر بدن پر دم کر لیتے، سوتے ہوئے ہلکی آواز سے خراٹے لیتے، رات میں قضائے حاجت کے لئے اٹھتے تو فارغ ہونے کے بعد ہاتھ منہ ضرور دھوتے، سونے کے لئے ایک تہ بند علیحدہ تھا، کرتا اتار کر ٹانگ دیتے۔

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ---از مولانا شبلی نعمانی سے اقتباس)

غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ اور انجمن طلباء اسلام

محمد الیاس نوناری
سابق مرکزی رہنما
انجمن طلباء اسلام پاکستان

علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ (1913ء تا 4 جون 1986ء) ایک نامور عالم دین تھے۔ انہوں نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا اور جمعیت علمائے پاکستان، تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان اور جماعت اہل سنت، دعوت اسلامی، اور انجمن طلباء اسلام جیسی جماعتیں اور ادارے قائم کرنے میں انکا کلیدی کردار ہے۔ انہیں غزالیٔ زماں اور امام اہل سنت کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ مراد آباد انڈیا کے مضافاتی شہر امروہہ بھارت میں جمعرات، 13 مارچ 1913 (04 ربیع الثانی 1331 ہجری) کو پیدا ہوئے۔ احمد سعید ابھی بچے تھے جب ان کے والد سید محمد مختار احمد شاہ کاظمی انتقال کر گئے۔ انکا نسب 35 پشتوں سے سیدنا امام موسی کاظم سے اور 42 پشتوں سے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جاملتا ہے۔ سیدنا امام موسیٰ کاظم سے نسبت کی بنا پر انہیں کاظمی کہا جاتا ہے۔ ان کے والد کا 39 سال کی عمر میں اس وقت انتقال ہو گیا جب احمد سعید کاظمی صرف چھ سال کے تھے اس طرح ان کے سب سے بڑے بھائی محمد خلیل کاظمی نے اسے پالا۔ چونکہ ان کے خاندان کے تمام افراد اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے لہذا انہوں نے اپنی والدہ سے بنیادی تعلیم حاصل کی۔ بعد میں ان کے چچا نے انہیں حدیث کی سند اور تصوف کی تعلیم دی۔ وہ بہت ہی ابتدائی عمر میں اپنے علم کی وجہ سے معروف ہو گئے۔ چونکہ آپ کا گھرانہ علم و عمل کا گہوارہ تھا اور بچپن سے ہی آپ کی پیشانی سے آثار سعادت و کمال نمایاں تھے اس لیے آپ نے اپنی تعلیم کا آغاز تو اپنی والدہ محترمہ سے کیا جبکہ حضرت خلیل ملت نے آپ کی غیر معمولی ذہنی استعداد اور روحانی صلاحیت کو سامنے رکھتے ہوئے آپ کی ایسی علمی و عملی اور ظاہری و باطنی تربیت فرمائی کہ آپ علم و عمل کے آفتاب بن کر افق عام پر نمودار ہوئے۔ جامعہ نعمانیہ میں تدریس کے دوران آپ کے ذمہ درسِ نظامی کی مشہور کتابوں (نور الانوار، قطبی، شرح جامی وغیرہ) کی تدریس مقرر کی گئی، جس سے طلبہ کا میلان آپ کی طرف بڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ ایک وقت میں اٹھائیس اسباق کی تدریس آپ کیساتھ متعلق ہو گئی۔ اوائل 1935 میں وہ ملتان کی طرف ہجرت کر گئے۔ ملتان میں، انہوں نے اپنے ہی گھر میں تدریس کا آغاز کیا۔ نومبر 1935 سے انہوں نے 18 سال تک لوہاری دروازے کے باہر مسجد حافظ فتح شیر، میں خطبہ دیا۔ انہوں نے حضرت چپ شاہ کی مسجد میں حدیث کا درس بخاری شریف کے بعد تکمیل مشکوۃ شریف شروع کیا۔ یہاں وہ جلد ہی اپنے علم کی وجہ سے عوام وخواص میں مشہور ہو گئے۔ انہوں نے بہاولپور اسلامیہ یونیورسٹی میں ایک طویل مدت تک بحیثیت شیخ الحدیث تدریسی فرائض سرانجام دیے۔ اس دور میں برصغیر کے مسلمان اپنی آزادی کا مطالبہ کر رہے تھے اور ان کی بڑی پارٹی مسلم لیگ تھی۔ آپ نے آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی۔ وہ مسلم لیگ کے منشور سے متاثر ہونے کی وجہ اس میں شامل ہوئے تھے جنوبی پنجاب کے علاقے میں انہوں نے مسلمانوں کے درمیان میں سیاسی شعور پھیلانے اور مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے ان کو متحرک کرنے کے لیے کام کیا۔ ان کی قائداعظم محمد علی جناح سے کوئی ملاقات نہ ہوئی البتہ ان سے خط کتابت تھی۔ انہوں نے دو نکاح کیے۔ پہلی زوجہ شادی کے بعد نو سال تک حیات رہیں۔ ان کے انتقال کے بعد ان کی بہن سے علامہ کاظمی نے نکاح کیا۔

ان کے ایک بیٹے حامد سعید کاظمی پاکستان میں مذہبی امور کے وزیر رہ چکے ہیں حامد سعید نے حلقہ این اے۔ 192 سے انتخابات 2008ء میں کامیابی حاصل کی اور قومی اسمبلی کے رکن بنے۔ معروف عالم دین، مفسر قرآن اور عظیم محدث علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ کی دینی علمی و تحقیقی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آپ ترویج و تبلیغ دین کے ساتھ ساتھ عالمی اور ملکی سیاست پر گہری نظر رکھتے تھے اور شریعت وطریقت کے جامع، علمی و عملی کمالات و محاسن سے مالا مال تھے۔ صبر و قناعت کا پیکر اور فرمان رسالت "الفقر فخری" کا مظہر اتم اور مسلک اہلسنت کے پاسبان تھے، جن سے ملت اسلامیہ کے دین و ایمان کی کھیتی سرسبز و شاداب تھی۔

اپنے تو خراج عقیدت و محبت پیش کرتے ہی ہیں، اغیار کو بھی آپ کے علوم و فنون میں دسترس تامہ کا اعتراف کرنا پڑتا تھا، ہر ایک علم میں بالخصوص علم حدیث میں آپ کو انتہا درجے کا کمال حاصل تھا۔ اس کا اندازہ آپ کے درس حدیث میں شامل افراد کے خیالات و مشاہدات سے کیا جاسکتا ہے کہ جب عشق و محبت رسول اللہ ﷺ سے سرشار ہو کر درس حدیث کے لیے اپنی مسند پر رونق افروز ہوتے تو وقت کے جلیل القدر علماء و مشائخ کسب فیض کے لیے اس بحر بے کراں کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کو سعادت اور آپ کی صحبت میں گذرے ہوئے چند لمحات کو سرمایہ افتخار سمجھتے۔ لوگ دور دراز سے اپنی علمی پیاس بجھانے اور روحانی تشنگی دور کرنے کے لیے حاضر ہوتے اور اس مرد حق آگاہ کی طرف سے رشد و ہدایت کے لعل و گوہر اور علم و عرفان کے لٹائے جانے والے انمول موتی جمع کرنے میں ہر وقت مصروف رہتے۔ عام و خاص افراد آپ کے حلقہ درس میں شرکت کے لیے ایسے بیتاب و قرار نظر آتے جیسے پیاسا کنویں کی طرف جانے کے لیے۔ درس و تدریس کی اہم ذمہ داری اور گوں نا گوں قومی و ملی خدمات سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ آپ نے کتب و رسائل کی صورت میں بھی کثیر تعداد میں گوہر ہائے گراں مایہ صفحہ ہائے قرطاس پر بکھیرے جو آپ کے قرآن و حدیث فقیہ و تفسیر، سیر و مناقب اور سلوک و تصوف میں گہرے مطالعہ کا نتیجہ اور آپ کی جلالت علمی کی روشن دلیل ہیں۔ حضرت قبلہ سید نفیر عالم ہر سال ملتان میں خواجہ غریب نواز سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کا عرس منعقد کیا کرتے تھے، انہوں نے اس سلسلہ میں آپ کو وہاں تقریر کی دعوت دی اور جب حضرت نفیر

> آپ رحمتہ اللہ علیہ صوم و صلوٰۃ کے اس قدر پابند تھے کہ ڈاکٹروں کے مشورے کے باوجود آپ نے روزے رکھے جو ان کی عمر اور صحت کے اعتبار سے قابل قضا تھا۔ لیکن تقویٰ اور طہارت اور اللہ کے حبیب ﷺ سے وابستگی ہمیشہ ان کے سامنے رہی اور اس مرد حق نے روزے کے افطار کے بعد داعی اجل کو لبیک کہا۔ علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ نے علم کا جو خزانہ اپنی تصانیف اور شاگردوں کی صورت میں چھوڑا ہے وہ ہمارے لیے گراں بہا اثاثہ ہے۔

عالم نے آپ کی تقریر سنی تو دل وجان سے فدا ہو گئے اور تب سے ان کا پیہم اصرار رہا کہ آپ ملتان آ جائیں اور اہلیانِ ملتان کو مستفیض کریں۔ بالآخر 1935ء کے اوائل میں آپ ملتان تشریف لے آئے۔ ملتان آنے کے بعد آپ نے اپنے رہائشی مکان میں ہی درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ متلاشیانِ حق اور تشنگانِ علم دور دور سے آ کر آپ کے چشمہ فیض سے سیراب ہوتے رہے۔ نومبر 1935ء میں آپ نے مسجد حافظ فتح شیر بیرون لوہاری دروازہ میں قرآن مجید کا درس شروع کیا۔ بعض بدبختوں نے اس درس کو ناکام کرنا چاہا چنانچہ علاقہ کے تمام مخالف علماء درس میں شرکت کرتے اور دورانِ درس مختلف قسم کے اعتراض کیا کرتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ ہمیشہ ناکام رہے۔ حضرت نے اٹھارہ سال کے طویل عرصہ کے بعد یہاں درسِ قرآن مکمل کیا۔ اسی اثناء میں آپ نے عشاء کے بعد حضرت چپ شاہ صاحب کی مسجد میں درسِ حدیث شروع کیا اور پہلے مشکوٰۃ اور اس کے بعد بخاری شریف کا درس مکمل کیا۔ زندگی بھر تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ پاکستان بن جانے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ جمعیت کے ناظم اعلیٰ اور مسلم لیگ کے صوبائی کونسل کے رکن کی حیثیت سے قاضی مرید احمد صاحبزادہ سید محمود شاہ گجراتی، خواجہ عبدالحکیم صدیقی، محمد اسلام الدین کو ساتھ لیکر 17 جولائی بروز جمعرات 1952ء کو قرارداد لکھی، جس میں دوسرے مطالبات کے علاوہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ شامل تھا چنانچہ مسلم لیگ صوبائی کونسل کے اجلاس مورخہ 27 جولائی بروز سوموار 1952ء کو یہ قرارداد آٹھ کے مقابلے میں دو سو چوراسی (284) ووٹوں کی اکثریت سے منظور ہو گئی۔ اس طرح قادیانیوں کے خلاف تحریک کے بانی آپ رحمۃ اللہ علیہ قرار پائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صوم وصلوٰۃ کے اس قدر پابند تھے کہ ڈاکٹروں کے مشورے کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ نے روزے رکھے جو ان کی عمر اور صحت کے اعتبار سے قابل قضا تھا۔ لیکن تقویٰ اور طہارت اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستگی ہمیشہ ان کے سامنے رہی اور اس مردِ حق نے روزے کے افطار کے بعد داعی اجل کو لبیک کہا۔ علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے علم کا جو خزانہ اپنی تصانیف اور شاگردوں کی صورت میں چھوڑا ہے وہ ہمارے لیے گراں بہا اثاثہ ہے۔ علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ وجوہ اختلاف کو دور کرنے کی کوشش کی ہمیں ان کے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے امت مسلمہ کی وحدت واتحاد اور صحیح العقیدہ افراد کو منظم کرنے کے لیے علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرنا ہوگی۔ ایک موقع پر علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن طلباء اسلام کے پروگرام میں خطاب کرتے ہوئے کہا:

عزیز طلباء مجھے بڑی مسرت ہے کہ آپ نے نہایت محبت کے ساتھ یہ محفل سجائی اور ہمیں دعوت دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ طلباء ہماری قوم وملک کا عظیم سرمایہ اور متاع عزیز ہیں۔ ہماری نسلوں کی بہبود وفلاح طلباء کی بہبود وفلاح پر موقوف ہے۔ ہمارے عزیز طلباء معاشرے میں بہت اونچا اور بلند مقام رکھتے ہیں اور ان کی عظمتوں کو کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ طلباء کو سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بہت سنگین اور شدید قسم کے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان تعلیمی اداروں میں کئی قسم کے لوگ ہوں گے۔ بعض آپ کے مذہب کا نام لے کر آپ کے نظریات سے اختلاف کریں گے۔ بعض سرے سے مذہب کا انکار کریں گے۔ کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو مذہب کا انکار نہیں کریں گے اور نہ ہی بظاہر آپ کے نظریات سے متصادم ہوں گے لیکن ان کی اخلاقی حالت اس قدر گری ہوئی ہوگی کہ ان کے اخلاقی ماحول کو آپ برداشت نہیں کر سکیں گے۔ مگر آپ کو حسنِ اخلاق اور تدبیر سے کام لینا ہوگا۔ بڑے نرم لہجے میں بڑی خوبی کے ساتھ اپنے علم اور عقل کی روشنی میں اپنا موقف ان پر واضح کریں۔ بغیر منفی انداز اختیار کرنے کے نہایت مثبت طریقے سے آپ اپنے نظریات کو دلائل کی روشنی میں ان پر واضح کریں۔ ایک دو یا تین مرتبہ آپ کی بات کا ان پر اثر نہ ہو۔ آپ مایوس نہ ہوں۔ پھر انہیں دعوتِ فکر دیں اور اپنے ماحول میں بدلنے کی کوشش کریں۔ اپنے ماحول میں بدلنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی دلیل کے ساتھ قائل ہوتا ہے تو اسے دلیل سے قابو کریں۔ کسی مسئلہ میں آپ کو دلائل درکار ہوں تو ان حضرات سے رابطہ رکھیں جو آپ کے ساتھ دلیل کے میدان میں تعاون کریں اور اگر آپ ان کو دلائل کے میدان میں قائل نہیں کر سکتے تو آپ ان کو اپنے کردار سے متاثر کریں۔ آپ کا کردار اتنا بلند اور اونچا ہونا چاہیئے کہ دوسرا شخص دیکھتے ہی مغلوب ومرعوب ہو، آپ کی سچائی اور نظریئے کی صداقت کو تسلیم کرلے۔

طلباء معاشرے میں بہت اونچا اور بلند مقام رکھتے ہیں اور ان کی عظمتوں کو کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ طلباء کو سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بہت سنگین اور شدید قسم کے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان تعلیمی اداروں میں کئی قسم کے لوگ ہوں گے۔ بعض آپ کے مذہب کا نام لے کر آپ کے نظریات سے اختلاف کریں گے۔ بعض سرے سے مذہب کا انکار کریں گے۔ کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو مذہب کا انکار نہیں کریں گے اور نہ ہی بظاہر آپ کے نظریات سے متصادم ہوں گے لیکن ان کی اخلاقی حالت اس قدر گری ہوئی ہوگی کہ ان کے اخلاقی ماحول کو آپ برداشت نہیں کر سکیں گے۔ مگر آپ کو حسنِ اخلاق اور تدبیر سے کام لینا ہوگا۔ بڑے نرم لہجے میں بڑی خوبی کے ساتھ اپنے علم اور عقل کی روشنی میں اپنا موقف ان پر واضح کریں۔ بغیر منفی انداز اختیار کرنے کے نہایت مثبت طریقے سے آپ اپنے نظریات کو دلائل کی روشنی میں ان پر واضح کریں۔ ایک دو یا تین مرتبہ آپ کی بات کا ان پر اثر نہ ہو۔ آپ مایوس نہ ہوں۔ پھر انہیں دعوتِ فکر دیں اور اپنے ماحول میں بدلنے کی کوشش کریں۔

عزیزانِ گرامی!

آپ تو انجمن طلبا اسلام ہیں یعنی آپ اسلام کے طلبا ہیں اور اسلام حضور کی اداؤں کا نام ہے۔ حضور خود معیارِ حق ہیں۔ اگر کوئی نظریہ آپ کے سامنے حضور کے معیارِ حق ہونے کے خلاف آئے تو اس نظریئے کو باطل قرار دے دیں۔ آپ منفی انداز اختیار نہ کریں بلکہ مثبت انداز اختیار کریں اور بچوں کے ذہن میں یہ ڈالیں کہ تمام حقائق کائنات اور حقائق عالم سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کا ظہور ہوتا ہے۔ خدا کی ذات کسی دلیل کی محتاج نہیں ہے۔ ہمارے اکابر اور اسلاف کا حق کے مقابلے میں اس قدر مظالم کا برداشت کرنا اور سینہ سپر ہو کر کھڑے ہونا ہمارے لئے قابل تقلید ہے اور الحمدللہ! ہمارے طلبا بڑے جری ہیں اور انشاء اللہ کبھی بھی باطل کے سامنے سرنہیں جھکائیں گے۔ اپنے نظریئے کو برقرار رکھیں گے اور اپنے کردار اور اخلاق کو بلند کریں گے اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فرمان بردار بنائے۔ (آمین)

جون 1986ء بمطابق 25 رمضان المبارک بروز بدھ 1406ء انکا انتقال ہوا۔ عوام کی بہت بڑی تعداد نے ان کی نماز جنازہ سپورٹس گراونڈ ملتان میں ادا کی اور انہیں شاہی مسجد عیدگاہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی کے سالانہ عرس کی تقریبات آستانہ عالیہ سعیدیہ کاظمیہ شاہی عیدگاہ خانیوال روڈ ملتان میں منعقد ہوتی ہیں۔

متاعِ دیدۂ تر

ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری (سابق مرکزی صدر انجمن طلباء اسلام)

فروغ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم تحریک انجمن طلبہ اسلام کے قافلہ محبت میں کام کرتے ہوئے بہت سے دوست ملے ساتھ دیا ساتھ رہے۔ محبتیں بانٹیں اور پھر افق حیات کے اس پار اتر گئے۔ اب اگلے جہان تک کے فاصلے ہیں۔ اب ان کی یادیں ہیں آہیں ہیں آنسو ہیں۔ کسی کے وقتِ وداع اور کسی کی برسی پہ غم جب لفظوں میں ڈھلا تو یہ محبت کے اظہاریئے تشکیل پائے جنہیں متاعِ دیدہ تر کے نام سے شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ دل کے قریب رہنے والے اور یادوں میں بسنے والے ان دوستان مہرباں کے علاوہ وہ روحانی ہستیاں بھی ہیں جنھوں نے انجمن طلبہ اسلام میں کام کرتے ہوئے اس عاجز کو بے پناہ شفقتوں اور محبتوں سے نوازا۔ ان کے حضور بھی چند حروفِ عقیدت میرے خامہ عجز کو عطا ہوئے وہ بھی اس یادخزینے کے لیے باعثِ یمن و سعادت ہیں۔ انجمن طلبہ اسلام کے 56 ویں یومِ تشکیل پر اس میں سے کچھ حروفِ محبت نوائے انجمن کے لیے کارکنان وقائدینِ انجمن اور رفقائے مصطفائی تحریک کی نذر ہیں۔

تحریک فروغ عشق رسول کے رفیقو اور ساتھیو!

قافلۂ عشق رسول کے راہبرو اور کارکنو!

جانے والوں کو یاد کرو ان کی عظمت کے گن گاؤ ان کو خراج عقیدت پیش کرو ان کے لیے دعائیں کرو مگر وہ واپس نہیں آئیں گے

اور ہاں میرے ساتھیو!

یہ بھی سوچ لو کہ اب انھوں نے نہیں آنا ہم نے جانا ہے کیا ہم نے تیاری کر لی ہے۔

کیا جن کے نام کے ہم نعرے لگاتے ہیں سیدی مرشدی یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔۔۔لحد میں ان کی زیارت کے لیے تیار ہیں؟؟؟ کیا ہمارے دعوے عمل میں اور عمل اخلاص میں ڈھل سکے ہیں۔

کیا ہمارے دعووں اور عمل میں فاصلے کم ہو سکے ہیں؟ اس سے پہلے کے ہینڈز اپ! پینز ڈاؤن! وقت ختم کا اعلان ہو جائے اور کمرۂ امتحان سے باہر نکلنا پڑے آیئے اپنی باری کی تیاری کریں

الٰہی بحق بنی فاطمہ، کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول، من دست و دامانِ آلِ رسول

چوہدری صفدر مسعود گورایہ رحمۃ اللہ علیہ

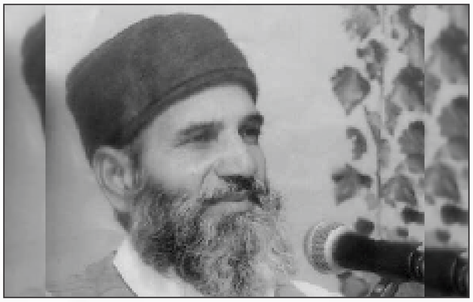

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پہلے احمد عبدالشکور، شہید حافظ تقی، شہید پیرل، شہید یعقوب قادری، پروفیسر رفیق احمد، پروفیسر شریف سیالوی، عطاء المصطفیٰ نوری، طالش عقیل میرانی، عبدالوحید مغل، جی اے اعوان اور اب جہدِ مسلسل کا استعارہ چوہدری صفدر مسعود گورائیہ۔ اللہ سب کی مغفرت فرمائے سب کے درجات بلند فرمائے

خمخانۂ محبت کے دیرینہ بادہ خوار اٹھتے جاتے ہیں
ستارے عشق کے اک ایک کر کے بجھتے جاتے ہیں
خمخانۂ محبتِ رسول میں دور بادہ چلتا رہے گا
آسمان عشق رسول کہکشاؤں سے یونہی سجا رہے گا
مگر چلے جانے والے بلانوش پھر واپس نہیں آئیں گے
قضا کے افق کے اس پار اتر جانے والے واپس نہیں آئیں گے
ہاں نہیں آئیں گے

محمد رمضان عزیز رحمۃ اللہ علیہ

انجمن طلبہ اسلام کے وہ عظیم القدر غازی، جراءت و استقامت کے پیکر جو مخالف تنظیم کی غنڈہ گردی کا شکار ہو کر زخمی ہوئے، معذوری کا دکھ جھیلا سالہا سال تک ویل چیئر پر رہے مگر ہمیشہ مسکراتے چہرے کے ساتھ دوستوں کا حوصلہ بڑھاتے رہے۔ قائد مصطفائی تحریک جناب غلام مرتضیٰ سعیدی صاحب کو ان سے خاص محبت تھی اور وہ بھی ان سے عقیدت رکھتے تھے۔ ان کی وفات پہ بھی دل دکھا غمگین ہوا تو یہ چند مصرعے مرتب ہوئے۔

آج رخصت ہوا دنیا سے وہ رمضان عزیز
میرے آقا کا فدائی وہ مری جان عزیز
مسکراتا رہا ہر حال میں وہ صبر کے ساتھ
انجمن کی اسے پیاری رہی بس شان عزیز
اس کے غم میں ہیں نڈھال آج سعیدی بھائی
حیدر اعجاز بھی غمگین پریشان عزیز

میاں عبدالرشید بھٹیؒ

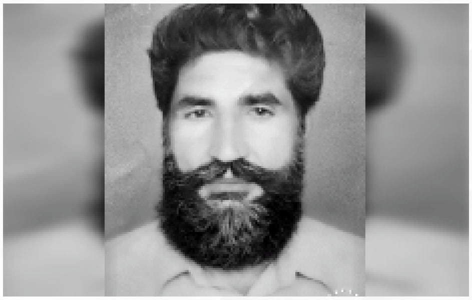

او میاں صاحب سائیں کتھے جا بیٹھے او! تواڈی یاد اج وی دلاں وچ وسدی اے۔ نہ ضیا رہے گی نہ سویرا رہے گا۔ فقط بلند میرے آقا کا پھریرا رہے گا۔ تواڈی آواز اج وی جوش پیدا کردی اے۔ جنت دے اچے چباریاں تو سائیں ساڈے ول وی جھاتی پاو۔ اسیں اج وی تہاڈی یاد اچ بیٹھے آں۔ ایہہ ہے تے اردو وچ نیں پر تواڈی محبت دے اکھر نے قبول فرمالوو۔

میاں عبدالرشید بھٹیؒ

کاروان عشق و مستی کا وہ اک فرد فرید
دور ظلم و جور میں وہ جرات حق کی نوید
وہ کہ جو باطل شکن تھا دور استبداد میں
اسکے آگے سرنگوں تھے عہد کے سارے یزید
لرزہ طاری جسکی ہیبت سے عدوئے حق پہ تھا
موم کی مانند پگھلا جس کے آگے ہر حدید
ظلمتوں کی رات میں وہ روشنی ہی روشنی
اس کا چہرہ نور حق سے تھا سدا سرخ و سپید
جس کو ورثے میں ملی تھیں عظمتیں کردار کی
پاک باز و پاک خو تھا اپنے مرشد کا مرید
شیر نر پنجاب کا سجتا تھا اس کو ہی لقب
انجمن کا ناز تھا بے شک میاں عبدالرشید
دست و بازو تھا مرا وہ معرکوں کے درمیاں
فتح و نصرت میں ظفر تھا وہ مری قوت مزید

محمد یعقوب قادری ایڈووکیٹؒ

وہ مردِ حُر جس کے سینے میں سوائے خدا کے کسی کا خوف نہ تھا بی بی۔ وہ کہ جس کی نگاہوں میں مکینِ گنبدِ خضریٰ کے جلووں کے سوا کوئی جچتا نہ تھا بی بی وہ کہ جس کے لبوں پہ سدا سیّدی مرشدی یا نبی یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور غلامئ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موت بھی قبول ہے کا نعرۂ مستانہ رہتا تھا۔۔۔۔ وہ درویشِ خدا مست کہ جس کی فقیری سے امیری کو آنکھ ملانے کا حوصلہ نہ تھا۔۔ وہ صاحبِ کردار کہ جسے عمر بھر نہ دبایا جاسکا، نہ جھکایا جاسکا اور نہ کبھی خریدا جاسکا۔۔۔ وہ صاحبِ جنوں جس کے ولولوں کی حدّت اور جذبوں کی شدّت کو اربابِ عقل و خرد کبھی رام نہ کرسکے۔۔۔۔ وہ اہلِ محبت جس کے اخلاص، وفا اور سادگی سے اہلِ سیاست کھیلتے رہے مگر وہ غالب کی طرح فقیروں کا بھیس بنا کر تماشائے اہلِ کرم دیکھتا رہا۔۔۔ وہ سیاست کے میدان میں اترا مگر مگر اس نے سیاست کاری کے مکر و فریب اور مفاد پرستی کا کوئی چھینٹا اپنے دامن پہ نہ پڑنے دیا۔۔۔ اس نے سماجی خدمت بھی کی مگر شہرت خواہی سے ہمیشہ دور ہی رہا۔۔۔ وہ خطیبِ شعلہ نوا تھا مگر اس نے اپنی شعلہ نوائی کو کبھی جلبِ زر کا ذریعہ نہ بنا۔۔ وہ سیاسی کارکن، سماجی رہبر اور مذہبی رہنما تھا، نواب شاہ سے کراچی، کراچی سے کوئٹہ، کوئٹہ سے پشاور، پشاور سے گلگت مظفر آباد، مظفر آباد سے لاہور اور لاہور سے اسلام آباد تک پورے ملک میں اہلِ محبت اس مردِ غیور، نازشِ دین و وطن، فخرِ نواب شاہ کو یعقوب قادری ایڈووکیٹ کے نام سے جانتے تھے مگر وہ ہمیشہ غلامئ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی پہچان، اپنا تعارف اور اپنا حوالہ قرار دیتا تھا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک نو خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

احمد عبدالشکور منشیؒ

محبتوں کے امین، وفاؤں کے راز داں، سادگی اور خلوص کے پیکر بڑے بھائی احمد عبدالشکور منشی صاحب یقینا آپ جنت سے آج تشکیل انجمن کے پروگرام ملاحظہ فرما رہے ہونگے۔ اللہ کریم آپ کو آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایہ رحمت میں رکھے۔ اپنے ایک عقیدت مند چھوٹے بھائی کا ہدیۂ عقیدت قبول فرمایئے

پیکر مہر و وفا تھے بھائی وہ عبدشکور
مظہر صدق و صفا تھے بھائی وہ عبدشکور
سادہ و آزاد ان کی تھی حیات جاوداں
صاحب عشق و ادا تھے بھائی وہ عبدشکور

عشق و محبت اور قافلہ امن کے اسیران کا گلدستہ

انجمن طلبہ اسلام

مبشر حسین حسینی سابق مرکزی صدر

یہ ایک فطری عمل ہے کہ جنگ ہمیشہ دو قوتوں کی رہی ہے کبھی حق والوں کو جیت تو کبھی باطل حق پر برتری حاصل کرنے کی کاوش میں مصروف رہا۔ بہر صورت جیت تو حق والوں کا مقدر ہے اور ان ہی کی ہونی ہے، چاہے پھر معرکہ بدر کا ہو یا خیبر کا، پھر چاہے جنگ کربلا کے میدان میں ہو یا بیت المقدس پر۔ انجمن طلبہ اسلام بھی لاکھوں حق گو نوجوانوں کا قافلہ ہے جس کی بنیاد 20 جنوری 1968 کو کراچی میں رکھی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے شہر کراچی سے وجود پانے والی تنظیم پنجاب، خیبر، بلوچستان اور آزاد کشمیر کے پہاڑوں تک جا پہنچی۔ دیکھا جائے تو یہ سفر کیسے ممکن ہوا اگر ہم باطل قوت والے ہوتے یا ہمیں باطل کی حمایت حاصل ہوتی تو کیا یہ قافلہ کبھی 10 سال کا بھی سفر طے کر سکتا تھا، یقیناً نہیں کبھی نہیں۔ چونکہ ہمارا قافلہ حق کا تھا ہمارے اسلاف اہل حق تھے تو آج انجمن اپنا 56 واں یوم تشکیل منا کر 57 ویں سال میں داخل ہو چکی ہے اور ابھی مزید ایسے سال بلکہ صدیاں ہم نے مکمل کرنی ہیں۔ قافلے کا آغاز ہمارے بانیان و شہداء نے کیا، اس قافلے کو پرواز ہمارے رہنماؤں اور غازیوں نے کروائی اور صد (سو) سالہ سفر میں نے اور آپ نے طے کروانا ہے۔ یقین جانیں یہ صرف اور صرف رب کریم کی خاص عطا اور عنایت ہی ہے جس نے ہمیں سماج میں سینکڑوں باطل قوتوں سے بچا کر قافلہ حق انجمن طلبہ اسلام میں شامل کیے رکھا ہے، وہ رب کریم حقیقی طور پر ہم پر بہت مہربان ہے وہ چاہتا تو ہمیں کوئی پرندہ بنا سکتا تھا، وہ چاہتا تو ہمیں کوئی جانور بنا سکتا تھا، وہ چاہتا تو ہمیں کوئی بے جان سی چیز بنا سکتا تھا لیکن اس مالک نے رب ذوالجلال نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا اور مکمل تندرست و توانا بنایا، پھر اس سے بھی بڑھ کر مہربان کیا ہو کہ اس نے ہمیں اشرف المخلوقات بنا کر مسلمان بنایا اور ہمارے دلوں میں اسلام کی روح ڈالی، اب یہیں تک خداوند کریم کی مہربانی، نعمتیں ختم نہیں ہوتی پھر اس ذوالجلال نے ہمیں اشرف المخلوقات بنا کر مسلمان بنا کر اہل حق، قافلہ صحابہ کرام، قافلہ اہلبیت، قافلہ اولیاء کرام یعنی کہ اہلسنت والجماعت کی تعلیمات سے آشنا کروایا جس بنا پر ہم رب ذوالجلال کا شکر بجا لاتے ہوئے اپنے آقا کریم ﷺ سے محبت کا دم بھرتے ہیں۔ یہ سب مولا کریم کی ایسی نعمتیں ہیں کہ ہم پوری زندگی بھی بارگاہ الٰہی میں سجدے بجا لائیں تب بھی شکر ادا نہیں کر سکیں گے اور پھر ذوالجلال کریم نے ہم تک انجمن طلبہ اسلام کا پیغام کسی نہ کسی وسیلے سے پہنچا کر اس قافلے کا ایک اسیر بنا دیا ایسا اسیر کہ ہم اس غلامی میں پوری زندگی کاٹ لیں اور اف تک نہ کریں۔ یہ ان اسیران کا قافلہ ہے جہاں لاکھوں نوجوانوں کے کروڑوں طلبہ کے نصیب پلٹ گئے، سماج کے ایسے نوجوانوں کو عشق مصطفیٰ ﷺ کی دولت سے مالا مال کیا گیا جو شاید انجمن کے نہ ہونے پر سوشلزم کا پرچار کر سکتے تھے یا پھر لادینیت اور لبرل ازم کا لبادہ اوڑھے سماج کی دیگر برائیوں میں غرق ہو سکتے تھے لیکن فقط ایک انجمن نے اپنے وجود سے نوجوانوں کو وہ مادرِ علمی عطا کی جس سے تربیت حاصل کرنے والے نوجوانوں نے معاشرے میں فاشسٹ قوتوں، الحادی تنظیمات، سیکولر سوچ کو ادھیڑ کر رکھ دیا اور آج پاکستان میں داستان تک نہیں ملتی ان کی داستانوں میں۔ ابھی یہ قافلہ جاری ہے اس قافلے کو رواں رہنا ہے قیامت کے طلوع ہونے تک ابھی ایسے بہت سے نوجوانوں کی زندگی اس انقلاب سے دور ہے ہمیں ان نوجوانوں تک پہنچ کر اس انقلاب کی دستک دینی ہے اور ان کو بھی بتانا ہے کہ۔

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا ﷺ کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

اے اسیرانِ محبت! اے قافلہ عشق و مستی کے راہیو! یقین جانو یہ قافلہ محبت تمہارے زندگی و آخرت کی کامیابی کی ضمانت ہے، یقین جانو یہ تمہاری زندگی میں ایک انقلاب کی نوید ہے، یقین جانو اس مشن کی تکمیل کی لذت بہت چاشنی بھری ہے۔ پوچھو افتخار احمد شہید سے جو بورے والا میں مدفون، سکون سے یہ لذتیں لوٹ رہا ہے، پوچھو ظفر اقبال شہید سے جو خانیوال میں لطف اندوز ہو رہا ہے، پوچھو حافظ افضل شہید سے کہ لب پر قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے سینے پر گولی کھانے سے کیا سرور ملتا ہے، پوچھو شہید یعقوب قادری سے کہ روزے کی حالت میں جام شہادت نوش کر کے مصطفیٰ کریم ﷺ کے ہاتھوں سے جام کوثر پی کر روزہ افطار کرنے کا کیا مزہ ہے۔ پوچھو ذیشان دریائی سے کہ محبت رسول کے لیے گولیاں کھا کر پوری زندگی بستر پر گزارنے میں کوئی تکلیف ہے یا سکون ہی سکون میسر ہے، پوچھو یہ ہی کیفیت رمضان جانہ سے جنہوں نے گزشتہ برس ہی حضور کے نام پر جان وار دی۔ اور ہم گھر بیٹھ کر، چند نعرے لگا کر، اپنے کاندھوں پر عہدے سجا کر سمجھتے ہیں کہ ہم نے غلامی کا حق ادا کر دیا۔ یقیناً ایسا نہیں دوستو جتنا یہ سفر لطف اندوز ہے، جتنا یہ سفر انعامات سے بھرپور ہے، اس سفر پر جتنا سرور و سکون ہے پھر اسی سفر میں ایسے سرور تک پہنچنے کے لیے کہتے ہیں ڈرائیں گی بھلا کسی یہ راستے کی سختیاں۔ ان کٹھن راستوں پر سختیوں سے بھی نپٹنا ہے، اس سفر پر نکلتے ہوئے انائیں اپنے گھروں پر چھوڑ کر آنی ہے، ضد، ہٹ دھرمی کو ساتھ لے کر چلنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، لگژری اور آرام دہ سفر کا سوچنا بھی منع ہے، بہترین لوازمات اور پر تکلف کھانے کا تو گمان نکال ہی دینا ذہن سے اور یاد رکھنا وہ جنگ خندق کا واقعہ کہ تمہارے اس قافلے کے رہبر نے پیٹ پر دو پتھر باندھ کر صحابہ کو بھی تلقین کی تھی۔

پیرِ کامل نے دیا دنیا کو یوں درسِ عمل
پیٹ پر پتھر نہ باندھے، رہنما ہوتا نہیں

عزیزو! اگر یہ سب کر گزرنے کا جذبہ رکھو گے تو ہی اس انقلاب کے در تک دستک دینے والے سپاہی بن سکو گے اس قافلے کا اسیر بننا ہے کامیابی حاصل کرنی ہے تو ان تمام باتوں کا عملی جامہ اپنے گلے میں پہننا ہوگا پھر دیکھنا یہ قافلہ خود صدیاں مکمل کرے گا، پھر دیکھنا نہ صرف پاکستان بلکہ بھارت، بنگلہ دیش، بوسنیا، چیچنیہ، برما، کشمیر اور فلسطین کے مسلمانوں کی قیادت تمہارے کاندھوں پر ہوگی۔ امت مسلمہ کی ڈور تمہارے ہاتھوں میں ہوگی، تم امت مسلمہ کے رہنما بنو گے۔ تم ہر مظلوم مسلمان کی آواز بنو گے۔ تم کشمیر سے لے کر فلسطین تک، تم کربل سے القدس تک سنائی دیئے جاؤ گے۔ قافلہ رواں رہے گا، داستاں باقی رہے گی قیامت کی صبح تک۔

ہو تیری خاک کے ہر ذرہ سے تعمیر حرم
دل کو بیگانۂ اندازِ کلیسائی کر

''ہم نے بنیادِ دوستی رکھی ۔۔۔۔۔۔''

آفتاب نیئر صدیقی سابق مرکزی سیکرٹری اطلاعات

لوگ اسے بے سروسامان طالبعلموں کی ایک تنظیم سمجھتے ہیں، مگر میں جانتا ہوں کہ یہ نظریاتی، معاشرتی، مذہبی اور اخلاقی تربیت کا ایسا وسیع گہوارہ ہے جس کی مثال ملنا مشکل ہی نہیں، ناممکن بھی ہے۔ اس سے وابستہ لوگ توکل کے جس درجے پر ہوتے ہیں، وہ اس عمر کے نوجوانوں میں خال ہی ملتا ہے۔ ادب، احترام اور عاجزی اس قدر کہ جوانی میں فقیری عطاء ہو جائے۔ جدوجہد ایسی کہ اسلحے، اثر ورسوخ اور سیاسی دباؤ کے تناؤ زدہ ماحول میں بھی آن دی ریکارڈ پاکستان کی سب سے بڑی طلباء تنظیم کے طور پر اپنا آپ منوایا۔ جمہوری اقدار اس قدر پختہ کہ نصف صدی سے زائد عرصہ میں ایک بار بھی انتخابات ملتوی نہ ہوئے، نظام انتخاب اس قدر شفاف کہ دو نمبری کا شائبہ بھی نہ ہو سکے۔ جس کو بھی عہدے کیلئے امیدوار کے طور پر نامزد کیا گیا، وہ منتیں کرتا دکھائی دیا کہ دوسرا مجھ سے بہتر ہے۔ تربیت کا نظام ایسا کہ نیا شامل ہونے والا ہمدرد، بنیادی دینی کتب، جنرل نالج کے کتابچوں کے مطالعہ اور تنظیمی نصاب کا امتحان دیئے بغیر کارکن، امین اور رکن نہیں بن سکتا۔ ہر درجے کیلئے نصابی تعلیم کے درجات بھی متعین ہیں، کارکن کیلئے میٹرک، امین کیلئے انٹرمیڈیٹ اور رکن کیلئے گریجویشن مکمل ہونا ضروری ہے۔ اور جیسے ہی تعلیم مکمل ہوئی، یا عمر 32 سال سے زائد ہو گئی، تنظیم اسے عزت کے ساتھ ریٹائرڈ کر کے رفیق کے سدا بہار درجے پر فائز کر دیتی ہے۔ حب الوطنی کا ریکارڈ اتنا شاندار کہ آج تک کسی کو شک کرنے کی جرات بھی نہ ہو سکی۔ مروجہ شخصیت پرستی کے مقابلے میں لگی لپٹی رکھے بغیر صرف ایک سیدھا سادا اصول کہ ''نبی ﷺ کا جو غلام ہے، ہمارا وہ امام ہے''۔ اور اپنے آقا و مولا ﷺ سے محبت ایسی کہ گلی گلی نگر نگر گونجنے والے نعرے ''سیدی مرشدی، یا نبی ﷺ یا نبی ﷺ''، ''غلامیٔ رسول ﷺ میں موت بھی قبول ہے'' اسی تنظیم کے دیئے ہوئے ہیں۔ وابستگی ایسی کہ تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کی پہلی شہادت سے لے کر تحریک ناموس رسالت تک ہمیشہ ہراول دستے کے طور پر سامنے رہی۔ جب تعلیمی اداروں میں بارود کی بو نے ڈیرہ جمایا تو اسی نے تعلیمی امن کی تحریک چلائی۔ طلبہ کی بصیرت جاگی ہے اب امن کی خوشبو پھیلے گی کے نغمہ دلنواز کے ساز پر تمام طلباء تنظیموں کو ایک میز پر بٹھایا۔ گاؤں گوٹھوں کے کمی کمین اور ہاریوں کے بچوں کو حصول علم سے روکنے کیلئے پارلیمانی وڈیروں نے من مرضی کی تعلیمی پالیسیاں لانا چاہیں تو یہی تنظیم تھی جو فروغ علم کا پرچم لے کر سدِ راہ بن گئی۔ کشمیر میں جاری جدوجہد آزادی میں ضمیر کے قیدی سید شبیر شاہ کی پاکستان میں آواز بھی یہی تنظیم بنی اور محدود وسائل کے باوجود میرپور آزاد کشمیر میں آزادیٔ کشمیر طلباء کنونشن کے نام سے ایسا اجتماع منعقد کیا کہ عالمی میڈیا بھی حیران رہ گیا۔ کارکنان کی تربیت اس انداز میں کی کہ زندگی کا کوئی بھی شعبہ اس کی افرادی قوت سے خالی نہیں۔ تحریر پر ملکہ، تقریر میں اثر، مثالی نظم وضبط، قومی و بین الاقوامی سطح پر معاملہ فہمی کی صلاحیت، کردار اور نظریات کی پختگی کی عملی مثال اگر دیکھنا چاہیں تو اس کے پانچ درجوں میں سے کسی درجے کے حامل شخص کو دیکھ لیں، آپ کو معاشرے سے ممتاز ہی دکھائی دے گا۔ قحط الرجال کے اس دور میں اس تنظیم نے پاکستان کو محمد حاجی حنیف طیب، ڈاکٹر نور الحق قادری، حافظ محمد تقی شہید، محمد عثمان خان نوری، محمد طاہر ہندلی، قاضی عتیق الرحمٰن، سید صفدر شاہ گیلانی جیسے کئی اجلے سیاستدان بھی دیئے اور ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری، صاحبزادہ رضا ثاقب مصطفائی، ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری، جسٹس نذیر احمد غازی، رضاء الدین صدیقی جیسے صائب الرائے دانشور بھی اس قوم کی نذر کیئے۔ سید لخت حسنین، عطاء المصطفیٰ نوری، عبدالرزاق ساجد، محمد اشفاق گجر، محمد مناف الانہ، شیخ طاہر انجم، اور عتیق احمد کیانی جیسے خدمت خلق کی گھٹی لے کر جنم لینے والے سماجی ورکرز بھی پیش کیئے اور میاں عبدالرشید بھٹی، صفدر مسعود گورایہ جیسے جوش و جذبے اور ولولے سے بھری شخصیات بھی دے دیں۔ ادب وصحافت میں محمد نواز کھرل، محمد اسلم الوری، محسن گورایہ، افضل بٹ، بدر چشتی، امجد بھٹی، شکیل ذکی، ثاقب بشیر، قاسم رضا، تجمل گرمانی، قیصر شاہ، سمیت سینکڑوں ایسے نام ہیں جو آج بھی اس تنظیم سے تعلق کو باعث فخر سمجھتے ہیں۔ نعت گو شعراء کے بڑے نام عبدالغنی تائب، ڈاکٹر ظفر اقبال نوری، مقصود علی شاہ، سید الطاف بخاری، اردو زبان کی ترویج کیلئے ہمہ وقت سرگرم محمد اسلم الوری، پاکستان کے کروڑوں نوجوانوں کی فکری تربیت کرنے والا اور انہیں سلطان صلاح الدین ایوبی کا آئیڈیل دینے والا شہیر سیالوی بھی اسی تنظیم کا ہی فیضان ہیں۔ تھل کے ریگستانوں سے حجاز کے ریگزاروں تک، نخلستان بنانے کی جدوجہد کرنے والے مظہر سلیم حجازی بھی اسی فکر کے شیدائی ہیں۔

وطن عزیز میں زندگی کا کوئی شعبہ بھی ایسا نہیں جہاں نبی کریم ﷺ کے نام نامی سے نسبت رکھنے والی اس مقدس تنظیم کا فیض نہ پہنچا ہو

کارکنان کی تربیت اس انداز میں کی کہ زندگی کا کوئی بھی شعبہ اس کی افرادی قوت سے خالی نہیں۔ تحریر پر ملکہ، تقریر میں اثر، مثالی نظم و ضبط، قومی و بین الاقوامی سطح پر معاملہ فہمی کی صلاحیت، کردار اور نظریات کی پختگی کی عملی مثال اگر دیکھنا چاہیں تو اس کے پانچ درجوں میں سے کسی درجے کے حامل شخص کو دیکھ لیں، آپ کو معاشرے سے ممتاز ہی دکھائی دے گا۔

حب الوطنی کا ریکارڈ اتنا شاندار کہ آج تک کسی کو شک کرنے کی جرات بھی نہ ہو سکی۔ مروجہ شخصیت پرستی کے مقابلے میں لگی لپٹی رکھے بغیر صرف ایک سیدھا سادا اصول کہ ''نبی ﷺ کا جو غلام ہے، ہمارا وہ امام ہے''

علم دین کے فروغ میں جامعہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کے فاضلین دنیا بھر میں اپنی ہمہ جہت قابلیت کا لوہا منوا رہے ہیں، اور ان میں اکثریت اسی تنظیم سے تنظیمی تربیت اور وابستگی رکھتی ہے۔

روحانی خانقاہوں، تبلیغ دین کے اداروں کے ذمہ داران اور مساجد کے ائمہ کرام کی بڑی تعداد بھی آپ کو اس تنظیم کا دم بھرتی نظر آئے گی۔

احباب سمجھ گئے ہوں گے کہ اس تنظیم سے میری مراد، پاکستان میں سیاسی پشت پناہی کے بغیر چلنے والی واحد طلباء تنظیم ''انجمن طلباء اسلام'' ہے۔ جسے عرف عام میں

(بقیہ صفحہ نمبر 31 پر ملاحظہ فرمائیں)

طلبہ سیاست

محمد فیض رسول
ناظم جامعہ زرعیہ فیصل آباد

یہ ایک ایسا موضوع ہے جو بطور طالب علم میرے دل کے سب سے زیادہ قریب اور میرے ذہن پہ ہر وقت سوار ہے۔ موضوع پہ آنے سے پہلے طلبہ، ان کے حالات اور پاکستان میں طلبہ سیاست پر کچھ اشعار

میں طالب علم اس دیس کا ہوں
کہتے ہیں مجھے شاہیں جہاں
اڑنے پہ میرے، مگر ہے پابندی
میں قیدی اندھیروں کا، یہاں
میری سوچ پہ لگائے تالے ہیں
مرے قلم پہ زنجیریں ہیں یہاں

طالب علم کمیونٹی ملک کی آبادی کا سب سے زیادہ ترقی پسند، واضح، حوصلہ افزا اور متحرک طبقہ ہے۔ ایک طالب علم کی بے شمار ذمہ داریاں اور فرائض ہیں جنہیں پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس کی زندگی کا سب سے اولین مقصد حصول علم ہے اور اسی کے لیے وہ مکتب کی چاردیواری میں قدم رکھتا ہے۔ یہی علم ایک حیوان نما انسان کو انسان اور انسان کو باخدا انسان بنا دیتا ہے۔ آسان الفاظ میں کہیں تو علم ہمیں حقیقی معنوں میں انسان بناتا ہے۔ اسی لیے اس کی یہ اولین ذمہ داری ہے کہ وہ جس عظیم مقصد کے لیے سکول، کالج یا جامعہ میں داخل ہوا ہے اسے بااحسن طریقے سے پورا کرے۔

طلباء سیاست بھی دور طالبعلمی کا ایک اہم حصہ ہے۔ کسی بھی معاشرے کا جو انقلابی طبقہ ہوتا ہے وہ طالب علموں پر مشتمل ہوتا ہے اور یہ ہی وہ طبقہ ہے جس کے محنت کی وجہ سے معاشرے میں تبدیلی رونماں ہوتی ہے۔

اگر ہم تاریخ اٹھا کر دیکھے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ برصغیر پاک و ہند کو برطانوی سامراج سے آزادی دلانے میں طالب علم کمیونٹی کا کلیدی کردار رہا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں پچھلی صدی میں چلنے والی جدوجہد آزادی میں بھی طلبہ نے ایک اہم کردار ادا کیا تھا۔

آج طلبہ سیاست اس لئے بھی ضروری ہے کہ نوجوان اپنی زندگی جی سکیں۔ زندگی کو صرف گزاریں نہیں۔ آج کا تعلیمی نظام نوجوانوں سے زندگی کی ہر رعنائی چھین رہا ہے۔ سمسٹر سسٹم نے فرصت کا ہر لمحہ چھین لیا ہے۔ چھ مہینوں کے سمسٹر میں ہر وقت طالبعلم یا کسی امتحان میں ہوتا ہے یا متوقع امتحان کی تیاری کر رہا ہوتا ہے اور اس دوران اسائنمنٹس، پراجیکٹس اور کوئزز وغیرہ کا مسلسل تناؤ برقرار رہتا ہے۔ نوجوانوں کو مشین بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں اجاگر کرنے سے عاری یہ نظام تعلیم مکمل طور پر انسانوں کی شکل میں مشینی پُرزے تخلیق کر رہا ہے۔ اس کے خلاف سوچنا اور عمل کرنا ہی طلبہ سیاست ہے۔ اپنی زندگی کے حسین لمحات اس نظام سے چھیننے کے لئے آج طلبہ سیاست ضروری ہے۔ طلبہ سیاست کو جامعات اور کالجوں میں فروغ دینے کا مقصد صرف یہی تھا کہ طلبہ حقوق کی تحفظ اور عوام میں علم وشعور کو اجاگر کرنا، قومی مسائل کو سامنے لانا، کرپٹ حکمرانوں اور اداروں کے خلاف جنگ لڑنا اور سارے طالب علموں کو منظم طریقے سے ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کا عمل ہے۔ ہاسٹلوں کی رونقیں بحال کرنے کے لئے بھی طلبہ سیاست ضروری ہے۔ کیمپس کی زندگی کے سب سے حسین لمحات ہاسٹلوں کے کمروں اور بالکنیوں سے جڑے ہوتے ہیں۔ لیکن آج تو ہاسٹل ملنا ہی غنیمت ہے۔ اول تو تعلیمی اداروں کے ہاسٹل ہیں ہی نہیں۔ جس پر پھر ایک پورا پرائیویٹ ہاسٹلوں کا مافیا پلتا ہے اور جہاں ابھی تک ہاسٹلوں کی سہولت میسر ہے وہاں کے کمرے کسی ویران حویلی کے گوداموں کا منظر پیش کرتے دیکھائی دیتے ہیں۔ کمرے کی صلاحیت سے دو گنا طلبہ کو بھیڑ بکریوں کی طرح دھکیلا جاتا ہے۔ میس کی کیفیت تو یہ ہے کہ ہاسٹل کسی جیل کا منظر پیش کرتے ہیں اور ہاسٹل انچارج خود کو جیل وارڈن سمجھتے ہیں۔ شام ہوتے ہی گیٹ پر تالے ایسے نصب کر دیئے جاتے ہیں جیسے کوئی چرواہا شام کے وقت اپنے مویشیوں کو ٹھکانے لگاتا ہے۔ وقت کی اس بندش کا کوئی مناسب جواز ہی نہیں بنتا۔ اچھی، معیاری، صحت بخش اور جدید سہولیات سے آراستہ رہائش اور کھانا ہر طالبعلم کا بنیادی حق ہے جس کی آواز طلبہ سیاست ہے۔ طلبہ یونین پر جنرل ضیا کی لگائی گئی پابندی کو کئی برس بیت چکے ہیں۔ ان تین دہائیوں سے زائد کے سیاسی اندھیر میں طلبہ کی دو نسلیں جوان ہوئی ہیں۔ پاکستان میں سیاسی پارٹیاں ہوں، مذہبی یا قوم پرست پارٹیاں، چاہے بیوروکریٹس ہوں یہاں تک کہ ریٹائرڈ اور حاضر سروس جرنیل بھی ملک کے نوجوانوں بالخصوص پڑھے لکھے نوجوانوں کو اپنے فرائض کو سمجھنے اور اپنا کردار ادا کرنے کی تلقین کرتے ہیں مگر وہ طلبہ کے بنیادی حق طلبہ یونینز پر لگی پابندی پر کوئی سنجیدہ بات نہیں کرتے اور یوں ایک آمر کی لگائی ہوئی پابندی آج تک برقرار ہے۔ بات صرف طلبہ یونینز پر پابندی کی نہیں ہے۔ جب ضیاء آمریت میں طلبہ یونینز پر پابندی لگی تب سے ریاست نے میڈیا، نصاب اور اپنی گماشتہ طلبہ تنظیموں کے ذریعے طلبہ یونینز اور طلبہ سیاست کے خلاف غلیظ پروپیگنڈا شروع کیا جو کہ آج تک جاری ہے۔ غنڈہ گردی، مارکٹائی، اسلحہ کلچر اور منشیات فروشی کا دوسرا نام طلبہ سیاست کو ٹھہرا دیا گیا۔ تعلیمی نصاب سے طلبہ سیاست کی تاریخ کو اس طرح غائب کر دیا گیا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اگر کہیں کوئی تذکرہ ملتا ہے تو وہ یہی کہ طلبہ سیاست اور طلبہ یونینز تعلیمی اداروں کا پرامن ماحول خراب کرتی ہیں اور غنڈہ گردی اور اسلحہ کلچر کو فروغ دیتی ہیں۔ طلبا تنظیموں اور طلبا سیاست کا مقصد طلبہ کو تقویت دینا ہے، طلباء کے بنیادی مسائل کو بحث میں لانا ہے، ان کے حل اور انھیں میڈیا اور اعلیٰ حکام تک پہنچانے کے لیئے جدوجہد کرنا ہے۔ اگر طلبا سیاست اپنے بنیادی ہدف اور پروگرام سے روگردانی کرے تو طلبا ان سے جڑنا چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ طلبا کے بنیادی مسائل ان کے تعلیمی مسائل ان کی سالیمت اور بقا کو خاطر میں لائے بغیر طلبا کسی کو اپنا نجات دہندہ ماننے کے لیئے تیار نہیں ہونگے۔ طلبا سیاست کسی پارلیمانی جماعت کے لیڈر کو خوش کرنے کا نام نہیں بلکہ طلبا کے تمام چیدہ مسائل کو لے کر ان کے لیئے جدوجہد کو کہتے ہیں۔ طلبا سیاست، مہم جوئی اور انتہا پسندی کے خلاف ہے بلکہ باقاعدہ ایسے رویوں کو جڑ سے اکھاڑنے کی شعوری کوشش ہے۔ اگر طلبا سیاست مضبوط وفعال ہوگا تو آج کا سماج سائینسی اور جمہوری سماج ہوگا، اگر طلبا سیاست کا گھلا گھونٹا گیا تو اس کے ردعمل میں سماج پستی پسماندگی اور کئی صدی پیچھے کی طرف جائے گا۔ طلبا پر آج بہت زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ سماج دشمن قوتوں کو عوام کے سامنے نے نقاب کریں، تاکہ آج کے نوجوانوں کے سامنے ان کا مکروہ چہرہ عیاں ہو۔ طلباء سیاست اور نوجوانوں کی جدوجہد سے خوفزدہ قوتیں عوام دشمن اور سماج دشمن قوتیں ہیں، جو عوام اور نوجوانوں کو گمراہی اور جہالت کی طرف لے جانے کی راہ میں سب سے بڑے مددگار اور معاون ہیں۔ آج کے طلبہ اگر اپنے حق کے لئے لڑنا چاہتے ہیں، ریاست کی ناانصافیوں کے خلاف آواز اٹھانا چاہتے ہیں تو وہ طلبہ تنظیموں کے طلبہ کے ساتھ منظم ہو کر جدوجہد شروع کر سکتے ہیں جو ایک منفرد منشور اور انقلابی سوچ رکھتے ہیں۔ ہمارے پاس انجمن طلبہ اسلام کی صورت میں بہترین تنظیم موجود ہے۔ آخر میں یہ کہ پاکستان میں سیاست کو درست سمت اس وقت مل سکتی ہے، جب سیاسی جماعتوں میں نئے تعلیم یافتہ مڈل کلاس سیاستدانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو جائے، جو یونیورسٹیوں اور کالجوں سے تربیت یافتہ ہو۔ دوسرے شخصیت پرستی اور Electables سے جان چھوٹ جائے۔ اس مقصد کے لئے طلبہ سیاست کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔

دل کی باتیں دل والوں سے

چوہدری غلام مصطفیٰ مبشر

برادر سید حسنین نوری کا محبت بھرا حکم نامہ ملا کہ انجمن طلباء اسلام کے یوم تشکیل پر نوائے انجمن کے خصوصی شمارہ کیلئے آپ کی تحریر درکار ہے۔ لفظوں کے ہزاروں تانے بانے بنے کتنی ہی بار جملوں کی نوک پلک سنواری کیسے کیسے الفاظ کو کھنگال ڈالا، یادوں کے کتنے ہی سیل بے کراں چھان ڈالے اجاڑ رتوں میں بہار کی نوید دوستوں کی یادیں آئیں اور بے شمار آئیں آنکھوں میں آنسوں کی نمی بھی تیرتی رہی کی بورڈ پر چوتھی بار مضموں ڈیلیٹ کرنے کے بعد اینٹر کا بٹن دبایا۔

وجہ یہ تھی کہ لکھنے میں تو کبھی مسئلہ رہا ہی نہیں تھا لیکن آج جس بارے لکھنا تھا وہ میری جان سے پیاری میری مادر فکری انجمن طلباؐ اسلام ہے۔ جس کی فکر کے اجالے میں دل کی سیاہیوں میں دیا بن کر ٹمٹماتے ہیں۔ میں ذہن کے نہاں خانوں میں چھپی وحشتوں میں بھی کبھی اگر تھک ہار کر کوئی سکون کی بات ابھرتی ہے تو وہ حسین یادیں جن کا تعلق انجمن طلباؐ اسلام سے ہے۔

> مجھے آج تک کیوبا کے ڈاکٹر کی تحسین یاد ہے جس کا کہنا تھا کہ مجھے پاکستان کے سامراج مخالف جذبات کی خبر کبھی نہ ہوتی اگر میں انجمن طلباء اسلام کے نوجوانوں سے نہ ملتا
>
> ایک طالبعلم ایک بستہ مہم میں ہم نے گلی گلی دروازہ کھٹکھٹایا، کشمیر کے ہر بچے کو بستہ دیا

یادوں کی بارات میں سیدی مرشدی یا نبی یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نغمے گاتے عین محفل نعت میں اللہ کے محبوب کے حضور پیش ہو جانے والے نجیب اللہ قادری ٹینچ بھاٹہ والے ہوں یا میرا سوہنا حسین بھائی پیر محمد پیرل شہید رحمۃ اللہ علیہ کیسے کیسے نگینے ہم نے اس سماج کو دیے اس مٹی کو بھی ہم نے سونے سے مہنگے انسان دیے۔ ہائے وہ کیا شعر ہے نا

خاک کو خاک بناتی ہے چلو مان لیا،
موت لیکن لب و رخسار کہاں پھینکتی
ہے

مجھے صفدر مسعود گورائیہ یاد آ گئے ہائے ہائے کیسے مجھے قلم پکڑا کر پریس ریلیز لکھنا سکھائی جب سنگل کالمی خبر چھپنا ناممکن ہوا کرتا تھا اگلے دن جنگ اخبار میں تین کالمی خبر لگ گئی۔ کبھی پوچھوں تو سہی مٹی سے ہمارا ہیرا تیری گود میں کیا راز و نیار کرتا ہے۔

آٹھ سی دربار مارکیٹ لاہور میں حضرت یعقوب قادری رحمتہ اللہ علیہ نے کہا تقریر میں سانس کیوں کھینچتے ہو۔ میں نے الفاظ کا چناؤ بدلا انداز بدلا جیوٹی وی کا بین الجامعات تقریری مقابلہ تھا تمام ناموں کا اعلان ہو گیا آخری نام بھی میرا نہ تھا دل کا آبگینہ ٹوٹ سا گیا کہ میں اے ٹی آئی والا کسی قطار شمار میں نہیں کاش ہماری بھی کوئی ٹریننگ ہوتی کہ اسٹیج سے اعلان ہوا کہ اس مقابلے کا رول آف آنر جاتا ہے غلام مصطفے مبشر کو آنکھوں میں اپنی ناشکری کا نوحہ آج بھی جھلملاتا۔ وہی یعقوب قادری پورے جسم پر لہو کے سرخ گلاب سجائے درود سلام کے گجرے لپیٹے اس زمین کے گود میں ہم نے اتار دیا کبھی مٹی سے پوچھوں کبھی ایسا حسین شجیع تو نے اپنی گود میں سمیٹا ہے۔

کس کس جوان کے قصے سناؤں کیسے کیسے واقعات کے راگ چھیڑوں کوئی دریا کی روانی بھی کبھی روک پایا ہے۔ دو ہزار پانچ کا زلزلہ روزے کی حالت میں خود بھوکے خود پیاسے اپنے مسلمان بھائیوں کی خاطر کاندھے پر سامان ڈھو ڈھو کر پہنچانے والے میری جان سے پیاری تنظیم کے کارکنوں کے کیا کیا قصے یاد آتے ہیں۔

ہمارے کیمپ میں اس وقت کا آمر پرویز مشرف آیا تھا تو بے ساختہ بول اٹھا کہ ایسا انتظام ایسا نظام میں نے تو نہ دیکھا کہیں اور پھر وزیر اعظم کے دیدے بھی پھٹے رہ گئے۔

آج تک میرے رابطے میں رہنے والے کیوبا کے ڈاکٹر کی تحسین مجھے آج تک یاد ہے جس کا کہنا تھا مجھے پاکستان کے سامراج مخالف جذبات کی خبر کبھی نہ ہوتی اگر میں ان نوجوانوں سے نہ ملتا۔ پھر ایک طالبعلم ایک بستہ مہم گلی گلی ہم نے دروازہ کھٹکھٹایا ہم نے کشمیر کے ہر بچے کو بستہ دیا۔

کیا پورے پاکستان میں ایک جی ہاں ایک بھی ایسی تنظیم ہے جس کے جوانوں کا لہو یوم عطیہ خون پر ہر سال کتنے جاں بلب مریضوں کو ہر سال ملتا رہا ہو۔

یقین مانیں یہ قصے یہ باتیں مہینوں سنا سکتا ہوں لیکن کچھ آگے کی بات کریں کوئی گلشن کی مہکار کی بات کریں۔ میری کڑوی کسیلی باتیں اگر دوست برداشت کرلیں تو قرضدار رہوں گا۔

وقت کی رفتار بدل گئی ہے انداز بدل گیا ہے مزاج بدل گیا ہے۔ کیا ہم نے خود احتسابی کا عمل شروع کیا ہے، میرا خیال ہے نہیں۔ ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ اب پرانے دشمنوں اور دوستوں کو دوبارہ سوچنے کا وقت ہے۔ اب روایتی طلبہ سیاست مر چکی ہے کیا ہم نئی سیاست کو تیار ہیں؟

میرا چھوٹے بھائی اور دوست قائد طلبہ نے بہت کچھ نیا کیا ہے لیکن ابھی بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ کم از کم نظریاتی اتفاق پر نئی دوتی ضرورت ہے۔ پاکستان اور عالمی افق پر دینی روحانی اور تصوف کے خوبصورت انضمام کی بنیاد پر ایک بہت بڑے خلا کو پر ہونا ہے تو ہم ہی کیوں نہیں۔

ہنگامی بنیادوں پر فکری نشستوں کی ضرورت ہے سیمینار اور ویبینار کروائے جائیں سوشل میڈیا ٹریننگ دی جائے۔ ایک نئی شکل ایک نئی جدت کے ساتھ کام کا آغاز کیا جائے۔

یقین مانیں یہ زمیں بھی ہماری یہ ملک بھی ہمارا اور یہ دنیا بھی ہماری۔

ان شاء اللہ

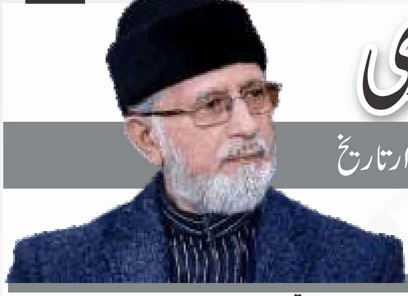

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

اور انجمن طلباء اسلام کے باہمی روابط کی خوشگوار تاریخ

ڈاکٹر طارق محمود احمد
سابق ناظم انجمن طلباء اسلام راولپنڈی۔ میڈیکل کالج راولپنڈی
مرکزی نائب صدر وایڈوائزر میڈیکل ویلفیئر المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی پاکستان

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کا نام پہلی بار غالباً 1978 میں پشاور میں منعقد ہونے والے انجمن طلباء اسلام کے سالانہ کنونشن کے موقع پر سننے میں آیا جب میں رکن انجمن کی حیثیت سے پھالیہ شاخ ضلع منڈی بہاؤالدین کا ناظم تھا۔ کچھ عرصہ بعد 1979 میں میرا داخلہ علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور میں ہوگیا جس کا ہوسٹل نہیں تھا۔ بنا بریں مجھے پنجاب یونیورسٹی میں انجمن طلباء اسلام کے راہنما اور ہوسٹل نمبر 19 میں رہائش پذیر فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے مشفق تنظیمی ساتھی جناب محمد اسلم سیال صاحب کے ساتھ اکاموڈیٹ کیا گیا جنہوں نے بے پناہ محبتوں سے نوازا۔ ہم شام کو اکٹھے واک کرتے تھے۔ ایک دن واک کے دوران انہوں نے فرمایا کہ آج ہم ایک سکالر ٹائپ رفیق انجمن سے ملاقات کے لئے چلتے ہیں اور یوں وہ مجھے قریب ہی واقع پنجاب یونیورسٹی ٹیچرز ہوسٹل کے فرسٹ فلور پر ایک چھوٹے سے فلیٹ پر لے گئے جہاں ہماری ملاقات جھنگ سے تعلق رکھنے والے رفیقِ انجمن اور پنجاب یونیورسٹی لاء کالج کے لیکچرر جناب طاہر القادری صاحب سے ہوئی جو مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کی سفارش پر گورنمنٹ کالج داؤدخیل سے لاہور ٹرانسفر ہوئے تھے۔ یہ وہی پروفیسر طاہر القادری صاحب تھے جنہیں میں نے پشاور میں دیکھا اور سنا تھا۔ اس دن ان سے بڑی اچھی گفتگو ہوئی جبکہ بعدازاں ریگولر ملاقاتیں ہونا شروع ہوگئیں۔

اسی عرصے میں لاہور کے علماء اہلسنت ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے مقابلے میں درس قران کے لئے کسی پڑھے لکھے مذہبی سکالر کی تلاش میں تھے۔ مجھے چونکہ پہلے ہی سے محسن اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم سے شرف نیاز حاصل تھا جن کی وساطت سے جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور میں علامہ عبدالحکیم شرف قادری مرحوم اور مفتی عبدالقیوم ہزاروی مرحوم تک رسائی ہوئی جہاں ڈاکٹر اسرار احمد کے مقابلے میں درس قرآن کے حوالے سے بات چیت کے دوران بندہ ءناچیز نے پروفیسر طاہر القادری صاحب کا تعارف پیش کیا۔

محترم مفتی عبدالقیوم ہزاروی مرحوم نے میرے علاوہ دیگر قائدین انجمن سے بھی معلومات لیں اور یوں انجمن طلباء اسلام لاہور کی قیادت سے مشاورت کے بعد پروفیسر طاہر القادری صاحب کے درس قرآن کا پروگرام بنایا گیا۔ مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب مرحوم نے مدرسے کے رہائشی بچے اپنے معتمد علامہ محمد خان قادری مرحوم کی زیرِ نگرانی وہاں بھیجے۔

بعدازاں علامہ اقبال میڈیکل کالج کے انستھیزیا اسپیشلسٹ ڈاکٹر محمد علی صاحب کے گھر منہاج القرآن کے نام سے پروفیسر طاہر القادری صاحب کے ہفتہ روزہ درس قرآن کا آغاز ہوا۔ اس دوران ہمارے احباب نے دروس منہاج القرآن کو باقاعدہ طور پر پرنٹ کروا کر تقسیم کرنا شروع کر دیا جس کی کچھ کاپیاں پروفیسر راؤ ارتضیٰ اشرفی صاحب سابق ناظم انجمن طلبا اسلام پنجاب نے اپنے خصوصی تعلق کی بناء پر اتفاق فاؤنڈری کے مالک میاں شریف مرحوم کو باقاعدگی سے فراہم کرنا شروع کر دیں جنہوں نے آہستہ آہستہ ان دروس کو اپنے خرچ پر زیادہ تعداد میں چھپوانا اور تقسیم بھی کروانا شروع کر دیا۔

حسن اتفاق سے ماڈل ٹاؤن میں اتفاق برادرز کی ذاتی جامع مسجد بھی زیر تعمیر تھی جس کا افتتاح جنرل ضیاء الحق مرحوم نے کیا تو محترم راؤ ارتضیٰ حسین اشرفی صاحب (سابق ناظم پنجاب) کی کوششوں اور سہولت کاری سے پروفیسر طاہر القادری صاحب کو اتفاق مسجد ماڈل ٹاون کا خطیب مقرر کر دیا گیا اور ساتھ ہی درس قرآن بھی اتفاق مسجد منتقل ہوگیا۔

غالباً 1982 میں پروفیسر طاہر القادری صاحب کی اولین تصنیف تسمیہ القرآن کی بلدیہ ہال لاہور میں منعقد ہونے والی تقریب رونمائی ایک ایسا ایونٹ تھا جس کے لئے مفتی عبدالقیوم ہزاروی مرحوم اور انجمن طلبا اسلام پنجاب و لاہور کے ساتھیوں نے سردھڑ کی بازی لگا دی۔ مفتی صاحب نے لاہور کے جید علماء وسنی معززین شہر اور انجمن طلباء اسلام نے لاہور کے تمام معاونین کے ساتھ ساتھ کارکنوں کی کثیر تعداد سے ہال کو کھچا کھچ بھر دیا۔ انجمن طلباء اسلام پنجاب کے جنرل سیکرٹری جناب ملک شاہ نواز وارثی بنفس نفیس استقبالیہ کاؤنٹر پر ہر آنے والے کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ اس تاریخ ساز پروگرام میں میرے سمیت راولپنڈی کے متعدد کارکنان نے شرکت کی اور ملاقات کر کے مفتی عبدالقیوم ہزاروی و انجمن طلبا اسلام کی صوبائی انتظامیہ کو کامیاب ترین پروگرام پر مبارکباد بھی پیش کی۔

انجمن طلبہ اسلام کے صوبائی کنونشن میں ڈاکٹر صاحب کا خصوصی خطاب تھا جس میں میاں محمد نواز شریف نے بحیثیت وزیر خزانہ پنجاب شرکت کی تھی۔

ادارہ منہاج القرآن سے قبل پروفیسر طاہر القادری صاحب نے کاروان اسلام نام کی تنظیم قائم کی تھی جس کی مرکزی مجلس مشاورت کے دس کے دس اراکین انجمن طلباء اسلام کے سینئر سابقین تھے۔

انجمنِ طلباء اسلام کا سالانہ کنونشن غالباً 84/1983 میں گوجرانولہ میں منعقد ہوا جس میں پروفیسر طاہر القادری صاحب خصوصی مقرر تھے جس سے ان کے انجمنِ طلبا اسلام سے خصوصی تعلق کی نشاندہی ہوتی ہے۔

1985 میں انجمنِ طلبا اسلام کا سالانہ کنونشن مظفر آباد میں منعقد ہوا جس میں پروفیسر طاہر القادری صاحب سے ٹائم لینے اور انہیں راولپنڈی سے بذریعہ کار مظفر آباد پہنچانے کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی۔ مظفر آباد کے سفر کے دوران کئی گھنٹے ون ٹو ون بات چیت

بقیہ صفحہ نمبر 31 پر ملاحظہ فرمائیں

پنجاب یونیورسٹی میں مشفق تنظیمی ساتھی جناب محمد اسلم سیال نے مجھے بے پناہ محبتوں سے نوازا۔ ہم شام کو اکٹھے واک کرتے تھے۔ ایک دن واک کے دوران انہوں نے فرمایا کہ آج ہم ایک سکالر ٹائپ رفیق انجمن سے ملاقات کے لئے چلتے ہیں اور یوں وہ مجھے قریب ہی واقع پنجاب یونیورسٹی ٹیچرز ہوسٹل کے فرسٹ فلور پر ایک چھوٹے سے فلیٹ پر لے گئے جہاں ہماری ملاقات جھنگ سے تعلق رکھنے والے رفیقِ انجمن اور پنجاب یونیورسٹی لاء کالج کے لیکچرر جناب طاہر القادری صاحب سے ہوئی جو مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کی سفارش پر گورنمنٹ کالج داؤدخیل سے لاہور ٹرانسفر ہوئے تھے۔

انجمن طلباء اسلام کے معاشرے پر اثرات اور جدوجہد کے ثمرات

ملک محبوب الرسول قادری

جب نیتوں کا خلوص اللہ کی بارگاہ میں پہنچتا ہے تو بارگاہ الٰہی سے عطاؤں، نوازشات اور مہربانیوں کی ایک برکھا اترتی ہے جو سارے سماج کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے کچھ یوں ہی ہوا کہ 1968ء کے زمانے میں کچھ اصحاب الخیر اور ارباب فکر و نظر نے مل بیٹھ کر اپنے رب کے حضور ملت و امت کے اجتماعی مفاد کے لیے دست دعا دراز کیے اور پھر اس مقصد کے لیے عملی طور پر اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔ اللہ رب العالمین نے ان مبارک ساعتوں میں اٹھنے والے قدموں کی لاج رکھی اور انہیں شرف قبولیت عطا فرمایا آج سے 56 برس قبل انجمن طلبہ اسلام قائم ہوئی چند نوجوانوں نے مل بیٹھ کر اللہ کے حریم میں یہ آرزو پیش کی کہ ہم پاکستان کے قیام کے مقاصد کی تکمیل چاہتے ہیں اللہ تو ہماری نصرت فرما اور انہوں نے اپنے لیے یہ راہ متعین کی کہ ہم پاکستان کی درسگاہوں میں خوف خدا اور حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فروغ کے لیے اپنے حصے کا کردار ادا کریں گے لادینیت نے سوشلزم کی قمیص پہن رکھی ہے اور بے دینی نے دین کا پرچم پکڑ کر مخصوص توحید کے نام پر سوائے میں درسگاہوں میں یونیورسٹیز میں کالجز میں اور مدارس میں اسلام کی من مانی تعبیر و تشریح کے ذریعے سے مسلک محبت رسول اور سلسلہ صوفیا کے منہج کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔

ان نوجوانوں کا عزم یہ تھا کہ اے اللہ تو ہمیں توفیق دے کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی بنیاد پر قوم کو اکٹھا کریں ہم دھرتی پر نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفاذ اور مقام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لیے اپنے حصے کا کردار ادا کر سکیں۔

انجمن کے دو اصول خوف خدا اور حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔۔ ان اصولوں پر اپنی راہ متعین کی کہ ہم پاکستان میں اولیاء کا دیا ہوا روحانی فیضان و روحانی نظام لائیں گے اور انجمن نے یہ نعرہ دیا کہ اولیاء کا ہے فیضان پاکستان

جبکہ شخصیت پرستی کو پاش پاش کرنے لیے انجمن طلبہ اسلام نے سیدی مرشدی یا نبی یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نعرہ معروف کروایا، اس نعرے نے دنیا کی اور دنیا داروں کی غلامی کو جھٹک دیا اور یہ فکر نوجوانوں کے سینوں میں راسخ کی کہ

غلام ہیں غلام ہیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہیں
غلامی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موت بھی قبول ہے
جو ہو نہ عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو زندگی فضول ہے

انجمن طلباء اسلام نے صرف یہ نعرے نہیں دیے بلکہ اس زمانے میں یہ تربیتی نظام عملاً رائج کیا کہ ہمیں محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دم بھرنا ہے، ہماری بقا تعلق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مضبوطی میں ہے۔ نوجوانوں میں اسلام کی محبت پیدا کی مسلک اہل سنت کو زندگی میں راسخ کیا یہ فکر دی کہ۔۔۔ ہمارے سچے رہنما ابوحنیفہ و رضا۔۔ انجمن طلبہ اسلام اہل سنت و جماعت نوجوانوں کی تحریک ہے جو نئی نسل کو روح اسلام سے آشنا کرنا چاہتی ہے اس نے فرقہ واریت کے خلاف عملاً جہاد کیا اور تعلیمی اداروں میں کلاشنکوف کلچر کو حب رسول و تعلیمات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے ختم کیا۔

اسلام بیزار سماج کے دشمنوں نے نوجوانوں کو اسلحہ اور نشہ کی لت میں مبتلا کر رکھا تھا انجمن طلبہ اسلام نے نوجوانوں کو یہ فکر دی کہ ایک حقیقی مسلمان کیسا ہونا چاہیے ہمیں اس کے لیے اپنے آپ کو اللہ کے حریم میں پیش کرنا چاہیے بظاہر تو یہ چند لڑکے کراچی میں جمع ہوئے اور پھر انہوں نے اندرون سندھ کے راستے پنجاب میں اور پھر سرحد میں بلوچستان میں یہ سفر جاری رہا پاکستان کے چاروں صوبوں آزاد کشمیر قبائلی اور شمالی علاقہ جات کی درسگاہوں میں انجمن طلبہ اسلام پھیلتی گئی اور اس نے سیدی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مونوگرام والا سرخ اور سبز پرچم تمام درسگاہوں میں لہرا دیا۔ طلبہ یونین کے انتخابات میں ایسی فتح حاصل کی کہ دیکھنے والے دنگ رہ گئے کہ ہمارے اوپر سیاسی جماعتوں کی چھتریاں رہی، سرمایہ لگا مگر بغیر کسی سیاسی جماعت کی بغل بچہ بنے انجمن طلبہ اسلام اس قدر کامیاب ہوگئی۔۔ ہمارا ایمان ہے کہ انجمن پر گنبد خضریٰ کے مکین کا سایہ ہے، ہمیں کسی دنیاوی شخص کے سائے تلے نہیں چلنا۔

انجمن طلبہ اسلام کی اس کامیابی سے اسلام مخالف قوتیں بوکھلا گئیں اور پھر وقت کے حکمران نے طلبہ تنظیموں پر پابندی عائد کر دی سٹوڈنٹس یونین کو معطل کر دیا اور یوں طلبہ اور نوجوانوں کی فکری آزادی پر پہرے بٹھا دیے۔

> انجمن طلبہ اسلام کے 56 سالہ نتائج کو دیکھا جائے تو انجمن طلبہ اسلام کہیں بھی سرنگوں نہیں بلکہ ہر جگہ پر سرخرو نظر آتی ہے انجمن طلبہ اسلام کے سابقین نے مسلک محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سارے سماج میں بھرپور ترجمانی کی ہے اور اس ترجمانی پر ہمیں فخر ہے یہ دنیا اور آخرت کی کامیابیاں ہیں انجمن طلبہ اسلام نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے فروغ حب رسول کے لیے مقام مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کے لیے اور نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عملی نفاذ کے لیے اپنے حصے کا کردار ادا کیا ہے اللہ کرے ہماری یہ جدوجہد اسی طرح جاری رہے اور خدا اس کو نتیجہ خیزی عطا فرمائے

ایسے کڑے حالات میں اگر اور کوئی کامیابی خیال نہ بھی کی جائے تو انجمن طلبہ اسلام کی یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ اس نے افکار اور نظریات کو تحفظ دیا، مسلک محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فروغ دیا اور انجمن طلبہ اسلام نے جذبہ حب الوطنی کو نوجوانوں کے سینوں میں راسخ کر دیا اسلام دشمن اور وطن دشمن قوتیں انجمن طلباء اسلام کی اس عظیم کامیابی سے آج بھی بوکھلائی ہوئی ہیں اور وہ لوگ جو کبھی غلام ہیں غلام ہیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہیں جیسے نعروں کی مخالفت کرتے تھے آج انہی کے مراکز میں غلامی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعرے برپا ہوتے ہیں جو محفل میلاد منعقد کرنے پر گولیاں چلاتے تھے آج انہی کے مراکز میں محفل میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عنوان سے اجتماعات منعقد کیے جاتے ہیں یہ انجمن طلبہ اسلام کی نظریاتی کامیابی ہے۔

انجمن طلبہ اسلام کے قیام کے مقاصد ہمہ جہت تھے اور انجمن نے ان مقاصد کی تکمیل کے لیے ہمہ جہت کردار ادا کیا اور کامیابی حاصل کی یہ ٹھیک ہے کہ اے ٹی ائی کے سابقین نے کوئی سیاسی پارٹی نہ بنائی، کوئی پولیٹیکل کردار معاشرے میں ادا نہ کر سکے لیکن اس گئے گزرے دور میں انجمن طلبہ اسلام کے اثرات کو آج بھی کھلی آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے انجمن طلباء اسلام نے ایک مرشد کامل کا کردار ادا کیا۔ اس کے نصاب کو دیکھیں تو معلوم ہوتا

(بقیہ صفحہ نمبر 30 پر ملاحظہ فرمائیں)

مذہبی افتراق سے پرہیز اور راہ اعتدال پر گامزن شخصیات کی پیروی میں ہی بقا

سید حسنین نوری (مرکزی نائب صدر اول)

قرآن اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیمات اسلام کا وہ منبع و مصدر ہیں جن کی تشریحات اور تعبیرات کا سلسلہ ہر دور میں جاری رہا اور اب بھی جاری ہے۔ ہر کسی نے اپنی علمی وسعت اور تحقیقی صلاحیت کے مطابق خدمت کی تاہم ہر دور میں بعض سطح بین اور سستی شہرت کے حامل لوگ اسلامی اعتقادات میں من پسند خیالات و نظریات داخل کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں جن سے خون آشام فتنوں کا ظہور بھی ہوتا رہا۔ تاریخ اسلام میں سب سے پہلے جس اعتقادی فتنے نے سر اُٹھایا وہ گستاخِ رسول ذوی الخویصرہ تمیمی نامی انتہا پسند شخص کے ہاتھوں اُبھرا جس نے مال غنیمت کی تقسیم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عدل پر اعتراض کیا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس بے باکی کے بطن سے خوارج کا پورا طبقہ پیدا ہو گیا جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دونوں کے بارے میں کفر کا فتویٰ دے دیا۔ بعد ازاں اسی انتہا پسند فرقے سے تعلق رکھنے والے ایک ملعون شخص ''عبدالرحمن بن ملجم'' نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر چھپ کر قاتلانہ حملہ کیا اور آپ نے دو دن بعد جام شہادت نوش فرمایا۔ سیدنا علی اور اہل بیت اطہار کے بغض میں حد سے گزرنے والے ان سخت مزاج لوگوں کے ردعمل میں ایک دوسرا گروہ پیدا ہوا جنہوں نے ابتداً سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت اطہار کا دفاع کیا لیکن جب یہ بھی انتہا پسندی (غلو) کی حدوں کو عبور کر گیا تو اس گروہ نے ازواج مطہرات اور سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر جیسے اکابر صحابہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ صاف ظاہر ہے دونوں طرف کی اس انتہا پسندی نے امت کے درمیان نفرت کی دیواریں کھڑی کر دیں اور ایک عرصہ تک یہ نفرت جنگ و جدل کا باعث بنی رہی جس کے آثار آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ گذشتہ دو اڑھائی سو سالہ دور زوال میں جہاں جہاں بھی اسلامی تحریکیں اور شخصیات ابھریں تمام تر قربانیوں اور صلاحیتوں کے باوجود مسلمانوں کا اتحاد و احیاء ایک خواب ہی رہا۔ کیونکہ ہر دور میں ان علمی فکری اور احیائی تحریکوں کو اندر سے ہی نقصانات پہنچتے رہے۔ اب جبکہ پوری دنیا دو بڑی عالمی قوتوں کی باہمی سرد جنگ کے خاتمے کے بعد ایک ''سپر طاقت'' کے زیر اثر آ چکی ہے تو ان مذہبی کاوشوں اور اسلامی قوتوں کو ایک مرتبہ پھر نشانے پر رکھ لیا گیا ہے۔ تہذیبوں کے درمیان تصادم کا نظریہ اور چرچا صرف اسلام کے خلاف عام کیا جا رہا ہے کیونکہ اس وقت روئے زمین پر کوئی دوسری تہذیب ایسی نہیں جو اتنے مضبوط اور مربوط نظام الوہیت کے تحت مزاحمتوں اور مخالفتوں کو چیرتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہزاروں سالہ اختلافات کے باوجود دنیا کی بیشتر اقوام اور مذاہب اسلام کے مقابلے میں متحد اور یکجا دکھائی دے رہے ہیں۔ اس کے برعکس یہ کتنی عجیب اور حیران کن حقیقت ہے کہ اپنی آنکھوں کے سامنے آگ اور خون کے بہتے دریا دیکھ کر بھی اسلامی دنیا سبق سیکھنے کے لئے تیار نہیں۔ آپ غور کریں تو اس گہری خاموشی اور تاریخی سرد مزاجی کے کئی اسباب ہیں۔ کچھ سیاسی و معاشی ہیں کچھ سماجی و ثقافتی ہیں کچھ فکری و علمی ہیں اور کچھ مذہبی مسلکی ہیں۔ یہ مسائل صرف مسلمانوں کا ورثہ نہیں بلکہ تقریباً ہر قوم کو ہر دور میں درپیش رہتے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ان میں سے بعض کے اثرات ختم بھی ہو جاتے ہیں لیکن مسلمانوں کے درمیان موجود مذہبی و مسلکی مسائل اس لیے مسلسل اور طویل تاریخ کے حامل ہیں کہ اسے اچھالنے والا طبقہ مذہبی پیشوائیت کے منصب پر فائز رہا۔ اس کو حاصل تقدس اور احترام ان کے نظریات کو تقویت دیتا رہا جس کی وجہ سے ان نظریات کو ماننے اور اپنانے والوں کا کوئی نہ کوئی حلقہ بھی موجود رہا۔ یہ الگ بات ہے کہ ان گروہوں اور حلقہ ہائے اثر میں سے بعض دائرہ اسلام سے بھی خارج ہو گئے۔ اس سارے پس منظر کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ دین و مذہب کی دعوت دینے والوں پر سب سے زیادہ نازک اور حساس ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ وہ چاہیں تو سادہ لوح عوام کو متحد رکھ سکتے ہیں اور چاہیں تو پورا ماحول آپس میں دست و گریباں ہو سکتا ہے۔ ہم کسی مبلغ، مصلح اور داعی کی نیت اور اس کے اخلاص پر شک نہیں کرتے البتہ بعض حضرات کی افتادِ طبع سے ضرور شکوہ ہوتا ہے۔ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اعتدال کا دامن ہرگز نا چھیڑا جائے، بلاوجہ ایسے امور پر عام عوام میں بیان بازیاں نا کی جائیں جو تقسیم کی وجہ بنیں یا جن پر امت کے بڑوں نے خاموشی رکھی اور اسی طرز کو اپنانے کا مشورہ دیا۔ یقیناً سابقہ معروف مذہبی شخصیات علم، عمل اور تقویٰ میں موجودہ دور سے بہتر اور قابل تقلید ہیں لہذا انکی ہدایت پر عمل کرنے میں ہی عافیت ہے۔ مشورہ دیتے ہیں کہ یہ دور ایسے اضافی متنازعہ امور کو چھیڑنے کا ہرگز متحمل نہیں۔ متفقہ امور کو چھیڑنا نہ حکمت و تدبر کا تقاضا ہے اور نہ معاصر حالات اس کی اجازت دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے امام مسلم نے ایک روایت صحت کے ساتھ نقل کی ہے جو ان حضرات کے پیش نظر رہنی چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ما انت بمحدّثٍ قوماً حدیثاً لا تبلغُه عقولهم الا کان لبعضهم فتنة. یعنی اگر تم لوگوں کے سامنے ایسی بات بیان کرو گے جس کا مطلب ان کے ہاں معروف نہ ہو گا تو یہ چیز ان میں سے بعض لوگوں کے لیے فتنے کا سبب بن جائے گی۔'' اللہ تعالیٰ ہمیں دعوت دین کے لیے کما حقہ حکمت، بصیرت، محبت اور خلوص کی نعمتوں سے بہرہ یاب فرمائے۔۔۔ آمین

ضروری گزارش

تنظیمی ساتھیوں سے بارِ دگر عرض ہے کہ نوائے انجمن میں اشاعت کیلئے اپنی تحریریں، رپورٹس وغیرہ ہر ماہ کی بیس تاریخ سے قبل پہنچا دیا کریں۔ تاکہ نوائے انجمن کی بروقت اشاعت ممکن ہو سکے۔
آپ کے تعاون کا شکریہ
ماہنامہ نوائے انجمن

پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت میں

انجمن طلباء اسلام کا تابناک کردار

نظریاتی پوائنٹ
غلام العارفین راجہ

56 سالہ جدوجہد

طلبہ کسی بھی معاشرے کا اہم اثاثہ ہوتے ہیں۔ معاشرے میں ان کا کردار اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ معاشرے کا مستقبل بھی انہی کے کندھوں پر استوار ہوتا ہے۔ بیشتر ریاستوں میں انقلاب کی وجہ بھی یہی طلبہ ہی بنے ہیں۔ انہی کی بدولت ظلم کا خاتمہ ہوا ہے۔ تحریک پاکستان میں بھی طلبہ کا کردار اہم رہا ہے۔ یہ وہ طبقہ تھا جس نے بغیر کسی لالچ کے اپنے تعلیمی سال ضائع تو کر دیئے مگر اپنی نسلوں کو غلامی سے بچانے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ ان کی نئی اسلامی ریاست کے قیام میں گراں قدر خدمات ہیں۔ اگست 1936 میں آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا قیام عمل میں لایا گیا۔ یہ برصغیر کے طلبہ کی واحد طلبہ تنظیم تھی۔ مسلمان طلباء کی یہ تنظیم مسلم لیگ کا ونگ نہ تھی مگر تمام جدوجہد ان کے لئے کرتی تھی۔ اس کا مقصد "مسلمان طلبا میں سیاسی شعور بیدار کرنا اور انہیں حصول پاکستان کی جدوجہد میں اپنا مناسب کردار ادا کرنے کے لیے تیار کرنا" تھا۔ نئی ریاست کے حصول میں کامیابی کے بعد قائداعظم محمد علی جناح ؒ اور لیاقت علی خان کی رحلت کے بعد مسلم لیگ جہاں زوال کا شکار ہوئی وہی پر ایم ایس ایف پر بھی اس کے شدید اثرات مرتب ہوئے جس کے نتیجے میں ذاتی مفاد پرست عناصر نے اسلامی اقدار کے خلاف اس عظیم تنظیم کو استعمال کرنا شروع دیا جس سے تنظیم کے بنیادی نظریات کو شدید نقصان ہوا۔ 1960 کی دہائی میں تعلیمی اداروں کے اندر سرخ و سبز کی چپقلش کا آغاز ہوا جس کہ نتیجے میں ایک طرف الحاد کی یلغار تھی تعلیمی اداروں میں مذہب سے باغی کیا جا رہا تھا تو دوسری جانب اسلام کا نام لے کر تعلیمی اداروں کو میدانِ جنگ بنایا جا رہا تھا۔ یہ وہی لوگ تھے جو تحریک پاکستان کے بھی مخالف تھے۔ انتہائی گھمبیر صورتحال میں جہاں سرخ و سبز کے نعروں میں طلبہ کو تعلیمی سے دور کیا جا رہا تھا ان میں شدت پسندی کے جذبات اُبھرے جا رہے تھے تو وہاں پر اعتدال پسند طلبہ تنظیم کی اشد ضرورت تھی کہ کوئی طلبہ کی رہنمائی کے لئے ان کو دین کی دعوت کے ساتھ خوفِ خدا اور عشق رسول ﷺ کی تعلیم دے۔ نصابِ تعلیم اور نظامِ تعلیم کو نظریہ پاکستان، اسلامی اقدار، جدید تقاضوں کے مطابق بنانے میں اپنا کردار ادا کرے، لادینیت کا خاتمہ اور نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ کی جدوجہد ہو۔ تو ایسے میں ان سمیت دیگر مسائل کا سدباب کرنے کے لئے 19 جنوری 1968 میں انجمن محبان اسلام اور جمعیت طلباء اہلسنت و جماعت پاکستان کے مشترکہ اجلاس ہوا۔ جس میں گیارہ افراد شریک تھے۔ بلاآخر ان دو تنظیمات کو ضم کر کے انجمن طلباء اسلام کے نام سے نئی طلبہ تنظیم کی بنیاد رکھی گئی اے ٹی آئی کے قیام کا مقصد کسی دوسری تنظیم کے نظریے کا ردعمل ہرگز نہیں تھا بلکہ اس کا مقصد اسی جذبے کو اُجاگر کرنا تھا جو تحریک پاکستان کی تحریک میں طلبہ کے دلوں میں مقصد موجود تھا۔ اس کے پہلے مرکزی صدر محمد حنیف طیب صاحب کو مقرر کیا گیا۔ انجمن کا بنیادی نصب العین "طلبہ میں صحیح اسلام روح بیدار کرنا جو اُن کے قلوب میں عشق مصطفی ﷺ کی شمع روشن کئے بغیر ناممکن ہے۔ انجمن طلبہٗ اسلام میں لفظِ اسلام بھی ہے۔ یہی بنیادی وجہ ہے کہ انجمن فرقہ پرستی سے بالاتر ہو کر اعتدال پسندی ہر زور دیتی ہے۔ اگر انجمن کے لٹریچر کا مطالعہ کیا جائے تو یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ انجمن امام ابوحنیفہؒ کی فقہ، عبدالقادر جیلانیؒ، شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، مجدد الف ثانیؒ اور امام احمد رضا خان بریلویؒ کے افکار پر عمل پیرا ہے۔ یہ پاکستان کی پہلی غیر سیاسی طلبہ تنظیم ہے جس نے طلبہ کو دین کی دعوت کے ساتھ خوفِ خدا اور عشق رسول ﷺ کی تعلیم دی۔ اس کی خاصیت یہ ہے کہ کوئی اسلامی تنظیم اس سوال کا جواب نہیں دے سکتی کہ انجمن سے قبل، اس کے لٹریچر میں محبتِ رسول ﷺ اور غلامیِ رسول ﷺ کا کوئی عنوان موجود ہو۔ 3 جنوری 1973 کو جب حکومتِ وقت نے بنگلہ دیش منظوری کے لئے نشتر پارک کراچی میں جلسہ کیا تو اے ٹی آئی کے کارکن عبدالواحد بلوانی تمام تر انتظامات کے باوجود سٹیج پر پہنچ گئے جلسے میں ذوالفقار علی بھٹو نے شرکاء سے مخاطب ہو کر سوال کیا کہ کیا بنگلہ دیش منظور ہے؟ تو عبدالواحد نے نامنظور نامنظور کے زوردار نعرے لگا دیئے۔ اس نعرے نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لیا اور ایک تحریک کی شکل اختیار کر گیا۔ سقوطِ ڈھاکہ پر انجمن طلبہ اسلام نے ہر فورم پر بھرپور کردار ادا کیا۔ 1974 میں تحریک تحفظِ ختم نبوت میں انجمن نے زبردست کردار ادا کیا کئی کارکنوں نے گرفتاریاں پیش کی۔ 22 مئی 1974 کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبا جو اجتماعی طور پر کسی تنظیم کے ساتھ وابستگی نہیں تھی جب یہ پشاور تفریحی کرنے جا رہے تھے تو ربوہ ریلوے اسٹیشن پر ٹرین رکی تو قادیانیوں نے اپنا لٹریچر تقسیم کیا جس پر طلبا نے سخت موقف پیش کیا جس پر 29 مئی کو طلبا جب واپس آ رہے تھے تو انتہاء پسندوں نے ربوہ اسٹیشن پر نہتے طلبہ پر حملہ کر دیا۔ ان طلبہ میں ڈاکٹر عبدالرشید بھی شامل تھے جن کا تعلق انجمن طلبہ اسلام سے تھا اس واقعہ سے یہ معاملہ تحریک کی صورت اختیار کر گیا۔ جب 1984 میں طلبہ یونین پر پابندی لگی تو اے ٹی آئی نے طلبہ یونین کی بحالی کے لئے بھرپور جدوجہد کی جس کے نتیجے میں 1988 / 89 کے آخری طلبہ یونین کے الیکشن میں 160 تعلیمی اداروں میں کامیابی کے ساتھ پنجاب کی سب سے بڑی طلبہ تنظیم بنی۔ اس کے بعد طلبہ یونین کے انتخابات نہیں ہوئے۔ تحریک نظام مصطفیٰ ہو یا 2006 اور 2008 میں تحفظ ناموس رسالت ﷺ میں انجمن طلبہ اسلام نے ہر دور میں بھرپور کردار ادا کیا یہ طلبا بے لوث خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔ 25 جون 2007 میں آزاد کشمیر کی قانون ساز اسمبلی کی تاریخ میں پہلی بار تلاوت کے بعد نعت رسول مقبول پڑھنے کی روایت کا آغاز ہوا۔ یہ آغاز آزاد کشمیر حکومت کے وزیر مذہبی اُمور و اوقاف حافظ حامد رضا کی کوششوں سے سے ہوا جو دورِ طالب علمی میں اے ٹی آئی کا حصہ رہے ہیں۔ یوں پھر تلاوت کے بعد نعت کی روایت تمام ایوانوں میں شروع ہوئی۔ انجمن طلبہ اسلام کی فلاحی کاموں میں بھی انتہائی متحرک طلبہ تنظیم ہے جب بھی کوئی بھی سیلاب ہو یا زلزلہ تو اس کے نوجوان صف اول میں ہوتے ہیں۔ کسی بھی لحاظ سے متاثرہ افراد کی خدمت کے لئے بغیر کسی دنیاوی لالچ کے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ 2010 میں بحالی تعلیم کارواں طلبہ کے لئے پیش کیا گیا جس کے ذریعے کثیر تعداد میں طلبہ کے لئے بنیادی تعلیمی سہولیات فراہم کی گئی۔ اس تنظیم کو 1992 میں انجمن ہلال احمر کی طرف سے سماجی ایوارڈ بھی حاصل ہوا۔ گزشتہ برس بھی سیلاب سے تباہ حال علاقوں میں انجمن کے نوجوانوں نے دن رات خدمات سرانجام دی متاثرہ علاقوں میں اشیاء خورد نوش سمیت دیگر ضروری اشیاء پہنچا کر وطنِ عزیز پاکستان کی عوام سے محبت کا بھرپور اظہار کیا۔ اے ٹی آئی کے سابقین نے کئی نئی فلاحی و سیاسی اور اصلاحی تنظیموں کی بنیاد رکھی جو معاشرے میں اپنا مثبت کردار کر رہی ہیں۔ بیشمار سابقین نے اہم ترین ذمہ داریاں ادا کیں۔ 20 جنوری 2024 کو انجمن طلبہ اسلام کو بنے 56 سال مکمل ہو چکے ہیں موجودہ قیادت آج بھی انجمن کے منشور اور مقصد کو پھیلانے میں سرگرم عمل ہے۔ مسئلہ کشمیر ہو یا فلسطین طلبہ کی مناسب رہنمائی جاری رکھے ہوئے ہے۔ طلبہ کے مسائل کا حل اور طلبہ یونین کی بحالی کی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہے۔ (بحوالہ کتاب: انجمن طلبا اسلام، مصنف معین الدین نوری)

اسلامک اسٹاک مارکیٹ و میوچل فنڈز

تحریر
محمد سلمان علی اقدس

سٹاک مارکیٹ کیا ہے؟

مثال کے طور زید کا کپڑے کا کاروبار ہے، اور وہ اپنے کاروبار کو مزید بڑھانا چاہتا ہے، لیکن اس کے پاس زیادہ سرمایہ نہیں ہے، تو وہ اپنی کمپنی کو پاکستان سٹاک مارکیٹ میں پبلکلی رجسٹرڈ کروائے گا، جس کو Initial Public OfferinIPO)) کہتے ہیں۔ جس کے بعد ایک عام آدمی بھی اس کمپنی کے شیئرز (حصوں) کو خرید کر اتنے حصہ کا مالک بن سکتا ہے۔ لہذا اب یہ کمپنی اکیلے زید کی نہیں رہی بلکہ اس کمپنی میں اب مزید حصہ دار بھی بن گئے۔ زید کو یہ فائدہ ہوگا کہ کمپنی کے شیئر بیچ کر وہ مزید سرمایہ حاصل کر لے گا جس سے وہ اپنے کاروبار کو وسعت دے سکے گا، اس طرح شیئر خریدنے والوں کو بھی دو فائدے ہوں گے۔

A profit from the sale of anCapital Gains:1 investment

(شیئرز کو سستا خرید کر، مہنگا ہونے پر بیچ کر منافع کمانا، یعنی شیئر خریدا 10 روپے کا اور بیچا 20 روپے کا)

Dividends:2

A sum of money paid regularly by a company to its shareholders out of its profit

(کمپنی کو جو منافع ہوگا وہ، حصہ داروں میں تقسیم کیا جاتا رہے گا)

تمام کمپنیاں Dividends نہیں دیتیں، کمپنیز حاصل شدہ منافع کو، دوبارہ کاروبار میں لگا دیتے ہیں، جس سے کاروبار زیادہ بڑھتا ہے لہذا ان کمپنیز سے منافع صرف اس صورت ملے گا جب شیئرز کی قیمت بڑھے گی۔

سٹاک مارکیٹ میں رسک کتنا ہے؟

لانگ ٹرم میں، کہ اگر شیئرز زیادہ عرصہ تک اپنے پاس رکھے جائیں تو سٹاک مارکیٹ تقریبا ہمیشہ فائدہ ہی دیتی ہے۔ اگر کبھی شیئرز کی قیمت گر بھی جائے، تو شیئرز کو ہولڈ پر رکھ لیں۔ اور جیسے ہی دوبارہ شیئرز کی قیمت اوپر جائے، اسے بیچ دیں

سٹاک مارکیٹ میں انوسٹ کیسے کریں گے؟

سٹاک مارکیٹ میں کاربار کرنے کو آپ کو 2 اکاونٹس کی ضرورت ہو گی Trading:1 Account CDC account:2

1: ٹریڈنگ اکاونٹ:(Trading Account)

یہ اکاونٹ کسی بروکر (Broker) کے پاس کھلتا ہے اور وہ آپ کو سٹاک مارکیٹ سے لنک کر دیتا ہے، جس کے ذیعہ آپ شیئرز کی خرید و فروخت کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے آپ کو کسی بھی بروکر کے آفس جانا پڑے گا اور وہ آپ کا اکاونٹ کھول دیں گے، یا آپ آنلائن بھی ان سے رابطہ کر یہ اکاونٹ کھلوا سکتے ہیں۔ اور ان کمپنیز کی موبائل ایپس یا ویب سائٹس کے ذریعہ بھی آپ شیئرز کی خرید و فروخت کر سکتے ہیں، اور حاصل ہونے والا منافع وغیرہ براہ راست آپ کے بنک اکاونٹ میں آ جائے گا۔ اس سلسلہ ایک (Mobile Android App) کا حوالہ درج ذیل ہے۔ (KASB Ktrade)

, Arif Habib Limited:Some famous broker companies BMA Capital etc, IGI securities,AKD Securities (پاکستان میں ٹوٹل تقریبا 600 بروکرز ہیں)

2: (Central Depository Company,CDC Account) اس اکاونٹ میں آپ کے شیئرز موجود ہوتے ہیں، تمام کمپنیوں کے شیئرز بھی (CDC) کے پاس ہوتے ہیں. کون شیئرز بیچ رہا ہے، کون خرید رہا ہے، یہ سب ریکارڈ بھی (CDC) میں ہوتا ہے۔ مثلا آپ نے کسی کمپنی کے 100 شیئرز خریدے، تو ان شیئرز کو، کمپنی کے نام سے آپ کے نام پر ٹرانسفر کرنے والی کمپنی (CDC) ہے۔ اس کی ضرورت اس لئے بھی ہے کہ لوگ، بروکرز پر مکمل اعتماد نہیں کر سکتے، کہ شیئرز کا سارا کنٹرول ان کے پاس ہو، ویسے بھی چونکہ سٹاک مارکیٹ میں روزانہ کروڑوں شیئرز کا کام ہوتا ہے، تو اکیلی سٹاک مارکیٹ ایکسچینج کا خود تمام معاملات دیکھنا مشکل ہوگا۔ لہذا (CDC) ایک ایسا ادارہ بن جاتا ہے جس پر 3 فریق، انوسٹر، بروکر، اور سٹاک ایکسچینج، سب اعتماد کر سکتے ہیں، (CDC) حکومت پاکستان اور (SECP) سے رجسٹرڈ ادارہ ہے۔

CDC sub account:

(CDC) کا ذیلی سب اکاونٹ (Daily Trading) کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے (ڈیلی ٹریڈنگ کا کاروبار کرنا جائز نہیں، یہ جوا کی ایک شکل ہے)

CDC Investor account:

لانگ ٹرم، طویل مدت کے لئے جب شیئرز خریدے جائیں، تو انہیں (CDC investor Account) میں ہی رکھا جائے، کیونکہ اس اکاونٹ میں پڑے ہوئے شیئرز کا مکمل کنٹرول آُ کے پاس ہوتا ہے، وہ شیئرز آپ کا بروکر بھی نہیں بیچ سکتا، صرف آپ ہی بیچ سکتے ہیں، تو فراڈ کا چانس زیرو ہو جاتا ہے۔۔۔ دوسری طرف (CDC) کے ذیلی سب اکاونٹ میں پڑے ہوئے آپ کے شیئرز، آپ کا، بروکر آپ کی اجازت کے بغیر بھی بیچ سکتا ہے، جس سے فراڈ کا خطرہ ہو سکتا ہے، لیکن ہوتا ایسا کم ہی ہے کہ بروکرز ایسا کریں۔ لہذا تمام شیئرز کو، سب اکاونٹ سے انویسٹر اکاونٹ میں ٹرانسفر کر دینا چاہیئے۔

Book□Face value□Promoter□Interest□What is Dividend □Market value□value

Interest: بنک، اکاونٹس میں رکھے ہوئے پیسہ پر آپ کو (Interst) ملتا ہے، اسلامی بنکس میں ایسے پیسے رکھنا جائز ہے کیونکہ وہ مضاربہ وغیرہ کی بنیاد پر منافع دیتے ہیں، جبکہ باقی روایتی بنکس میں ایسے رقم رکھنا جائز نہیں۔

بنک کے فکسڈ ڈپازٹس میں، جو منافع ایک بار طے ہو جائے وہ پھر تبدیل نہیں ہو سکتا، مثلا جو رقم آپ نے 3 سال کے لئے فکسڈ کروائی، 3 سال مکمل ہونے تک وہ انٹرسٹ آپ کو ملتا ہی رہے گا، مارکیٹ جیسی بھی ہو۔

بنکس سے ملنے والے منافع پر، ٹیکس فائلر کا 15 فیصد ٹیکس کٹے گا، اور نان فائلر کا 30 فیصد وِد ہولڈنگ ٹیکس کٹے گا۔ یعنی جو منافع ہو وہ یہ ٹیکس کاٹ کر ملے گا

Dividend: سٹاک مارکیٹ میں خریدے گئے شیئرز کے بدلہ میں، کمپنی کے منافع میں سے آپ کو بھی آپ کے شیئرز کے مطابق منافع کی رقم ملتی ہے اسی حاصل کردہ منافع کو (Dividend) کہتے ہیں۔

بنکس کی طرح (Dividends) فکسڈ نہیں ہوتے بلکہ ان کا منافع اوپر نیچے ہوتا رہتا ہے۔ سٹاک مارکیٹ میں چونکہ ہم دو طرح سے منافع کماتے ہیں (جو اوپر بیان ہو چکا) تو یہاں ٹیکس بھی دو طرح کٹتا ہے۔

Capital Gain Tax:1

فائلر کے لئے 15 فیصد، اور نان فائلر کے لئے 30 فیصد (لیکن اگر کسی بھی کمپنی کا شیئر آپ 4 سال تک اپنے پاس رکھتے ہیں، تو چار سال بعد منافع لیتے وقت کوئی ٹیکس نہیں کٹے گا)

2 Withholding Tax on Dividend: فائلر کے لئے 15 فیصد، اور نان فائلر کے لئے 30 فیصد، یہ ٹیکس آپ کی کمپنی ادا کرتی ہے، آپ کو ٹیکس کٹوتی ہو کر منافع حاصل ہو گا۔

Promoter: کمپنی کا بزنس شروع کرنے والے، کوئی ایک یا جتنے بھی افراد ہوں گے وہ سب پروموٹرز کہلاتے ہیں

Face Value: مثال کے طور کوئی بھی بزنس 5 افراد نے شروع کیا ہو، تو یہی 5 افراد ہوں گے جو کمپنی کے شیئرز کی ویلیو بھی طے کریں گے، تو مثلا ان پانچوں نے 10، 10 لاکھ روپے انویسٹ کئے ہیں، اور فیس ویلیو 10 روپے رکھ لی ہے، زیادہ تر کمپنیز شیئرز کی ویلیو 10 روپے ہی رکھتی ہیں، کہ اس سے حساب کتاب کرنا آسان رہتا ہے، تو ان 5 افراد نے 10، 10 لاکھ انویسٹ کیا تھا، تو فیس ویلیو دس روپے رکھنے پر ہر ایک کے حصہ میں 1، 1 لاکھ شیئرز آ جائیں گے، اور پروف کے طور انہیں کمپنی کے یہ شیئرز دے دیئے جائیں گے، کمپنیاں ہمیشہ فیس ویلیو کے اوپر ہی ڈیویڈنڈ دیتی ہیں، مثلا کسی کمپنی کی فیس ویلیو 10 روپے ہے اور اس کا شیئر 1000 روپے کا ہے، اور اگر وہ 300 فیصد ڈیویڈنڈ کا اعلان کرتی ہے تو یہ فیس ویلیو کے لحاظ سے 30 روپے بنے گا۔

What is Book Value: Total assets minus its total liabilities

Book Value: فرض کریں کسی کپڑے کی کمپنی کے پاس 10 لاکھ روپے کیش ہیں، 20 لاکھ اس نے کہیں انویسٹ کر رکھے ہیں، 40 لاکھ روپے کی اس کی بلڈنگ ہے، 30 لاکھ کا وہاں ساز وسامان وغیرہ ہے، تو ان سب کو جمع کر اس کمپنی کے پاس ٹوٹل ایسٹس (اثاثے) 1 کروڑ کے ہوئے۔۔۔ اور دوسری طرف یہ کمپنی 40 لاکھ روپے کی مقروض ہے، اور 5 لاکھ روپے ہر مہینے کا اس کا خرچہ تنخواہیں بلز وغیرہ ہیں،

تو اب اگر اس کمپنی کے سارے ایسٹس بیچ دیئے جائیں، اور پھر اس کا قرضہ اتارا جائے، اور اس مہینے کے سارے خرچے بھی ادا کر دیئے جائیں، تو باقی بچے گا 55 لاکھ، (یہ 55 لاکھ ہی اس کمپنی کی (Book value) ہے

کچھ کمپنیز کا قرضہ، ان کے مجموعی ایسٹس (اثاثوں) سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے، ایسی کمپنی میں شرعی طور انویسٹ نہیں کیا جا سکتا۔

What is Market Value/Capitalization: Current market price multiply by total outstanding shares

Market Value: مثلا کسی کمپنی کے ایک شیئر کی قیمت 10 روپے ہے، اور اس کمپنی کے ٹوٹل شیئرز 1 لاکھ ہیں، تو اس کمپنی کی مارکیٹ ویلیو 10 لاکھ ہو گی۔ یعنی شیئرز کی تعداد کو، ایک شیئر کی قیمت سے ضرب دے دیں۔

Intraday trading: اس سے مراد ایک ہی دن میں شیئر کو خریدنا اور اسی دن اس کو بیچنا ہوتا ہے، ساری ٹریڈ ایک ہی دن میں کرنی ہوتی ہے، یہ عام طور پر جوا ہوتا ہے، اور یہاں ہی اکثر لوگوں کے پیسے ڈوب جاتے ہیں

Delivery trading: اس قسم کی ٹریڈنگ میں شیئرز کو لانگ ٹرم کے لئے پاس رکھا جاتا ہے، لہذا یہ شیئر 3 دن میں ہمارے (CDC) اکاونٹ میں پہنچتا ہے، یہ ٹریڈنگ کی جائز صورت ہے

سٹاک مارکیٹ میں لین دین کی ذمہ دار 3 کمپنیاں ہوتی ہیں، ایک سٹاک مارکیٹ PSX خود، دوسرا (CDC) اور تیسرا (NCCPL) نیشنل کلیئرنگ کمپنی۔ پیسوں کا تمام لین دین NCCPL کرتا ہے، کیونکہ سٹاک مارکیٹ میں، شیئرز بیچنے اور خریدنے والے ایک دوسرے کو نہیں جانتے ہوتے تو پیسوں کا لین دین ایک تیسرے ادارے کی طرف سے ہوتا ہے تا کہ کسی بھی قسم کا فراڈ نہ ہو سکے، کوئی خرید وفروخت والا فراڈ کر بھاگ نہ سکے

سٹاک مارکیٹ میں کمپنی کے شیئرز کی قیمتوں کا اتار چڑھاو، سپلائی اینڈ ڈیمانڈ پر متعین ہوتا ہے،

What is stock market index

انڈیکس، بہت ساری کمپنیز کو اکٹھا کر ان کے مشترکہ رزلٹس دکھا رہا ہوتا ہے، کہ یہ ساری کمپنیز مشترکہ مجموعی طور کیسا پرفارم کر رہی ہیں،

KSE-100 Index، پاکستان کی ان 100 بڑی کمپنیوں کا مشترکہ انڈیکس ہے جو Free Float Methodology کے اعتبار سے مارکیٹ کی سب سے بڑی کمپنیز ہیں۔ Market value or Capitalization کو جاننے کا طریقہ اوپر بیان کر دیا گیا ہے، مزید برآں ایک وضاحت کہ Outstanding shares اور Free Floating shares میں فرق یہ ہے کہ آوٹ سٹینڈنگ شیئرز کمپنی کے تمام ٹوٹل شیئرز کو کہا جاتا ہے، جن میں قابل خرید وفروخت شیئرز اور نا قابل خرید وفروخت شیئرز، دونوں شامل ہوتے ہیں۔ جبکہ فری فلوٹنگ شیئرز صرف وہ ہوتے ہیں جو خرید وفروخت کے لئے میسر ہوں، ان میں وہ شیئرز شامل نہیں ہوتے جن کی ٹریڈنگ نہیں ہو سکتی، کیونکہ تمام کمپنیاں اپنے تمام شیئرز کبھی نہیں بیچتیں، بلکہ صرف کچھ شیئرز ہی بیچتی ہیں، مثلا ایک کمپنی کے اگر ٹوٹل ایک لاکھ شیئرز ہوں تو وہ کمپنی صرف چند ہزار، 40، 45 ہزار شیئرز ہی بیچے گی۔

تو KSE-100 Index، فری فلوٹنگ شیئرز کے اعتبار سے ٹاپ 100 کمپنیز کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔ (آوٹ سٹینڈنگ شیئرز کو بھی اگر حساب میں شامل کیا جائے تو اسے Full cap methodology کہتے ہیں)

اسی طرح کچھ دیگر انڈکسز بھی ہوتے ہیں، جن میں Sharia Compliant Index بھی شامل ہوتے ہیں، شریعہ موافق کمپنیز کے پلیٹ فارمز کے نام درج ذیل ہیں،

(KMI 30 Index)(MZNPI Index)(KMI All share Index)۔

کے ایم آئی 30 میں ٹاپ 30 شریعہ موافق کمپنیز ہوتی ہیں، جبکہ ٹوٹل شریعہ موافق کمپنیز 200 سے اوپر ہیں۔

شریعہ موافق کمپنی کے لئے کچھ شرائط ہیں کہ 1: وہ صرف کاغذی کمپنی نہ ہو بلکہ اس کہ کوئی جامد اثاثے بھی ہوں، 2: کمپنی کا ٹوٹل یا اکثریتی سرمایہ حلال ہو، 3: کمپنی کی پراڈکٹس وغیرہ حلال ہوں، مثلا شراب کی کمپنی نہ ہو۔

4: کمپنی سارے منافع کو تمام حصہ داروں میں عدل سے تقسیم کرتی ہو، 5: خرید وفروخت میں تمام اسلامی قوانین کا خیال رکھتی ہو 5: کمپنی کا قرض اس کے ایسٹس سے زیادہ نہ ہو، وغیرہ

نوٹ: اپنے (CDC) اکاونٹ میں شیئرز کے آنے سے پہلے انہیں نہیں بیچا جا سکتا۔ کیونکہ جو چیز اپنے قبضہ میں نہ آئی ہو، اسے آگے نہیں بیچ سکتے، اس لئے بھی انٹراڈے ٹریڈنگ جائز نہیں۔

اہم ترین: سٹاک مارکیٹ میں ہر کوئی آسانی سے سرمایہ کاری نہیں کر سکتا، کہ ذاتی حثیت میں فیصلے لینے کو اس کے لئے پہلے کچھ نالج ضروری ہو گا، جس میں خصوصی طور کمپنی و مارکیٹ کا فنڈامینٹل اینالیسز اور ٹیکنیکل اینالیسز کرنا ہوتا ہے، تا کہ آپ کو علم ہو کہ کس کمپنی میں انویسٹ کیا جائے دوسرا اگر ہر قسم کا اینالیسز کرنا آپ جان بھی جائیں تو بھی آپ کو مارکیٹ پر مسلسل نظر رکھنی پڑتی ہے، وقت دینا ہوتا ہے، اگر نالج یا وقت نہ ہو تو اپنے بروکر اکاونٹ سے شیئرز خریدنے کا رسک نہ لینا چاہیے، براہ راست انویسٹ کرنے میں منافع زیادہ ہی ہوتا ہے لیکن رسک کے خطرات بھی بڑھ جاتے ہیں اس کا آسان حل ہے کہ یا تو کسی فنانشل ایڈوائزر کی خدمات آپ حاصل رکھیں جو آنلائن ویوٹیوب وغیرہ پر بھی مل جاتے ہیں، اور اس کا سب سے بہترین حل یہ ہے کہ آپ براہ راست سٹاک مارکیٹ میں پیسہ نہ لگائیں بلکہ میوچل فنڈز کے ذریعہ سرمایہ کاری کریں، تقریبا تمام بنکس کی ہی میوچل فنڈز کمپنیز AMCs ہوتی ہیں پاکستان میں ابھی یہ 23 کے قریب ہیں، ان کمپنیز میں بیٹھے فنانشل ایڈوائزرز، صرف اسی کام کو مختص ہوتے ہیں اور آپ کی دی ہوئی سرمایہ کاری سے وہ سٹاک مارکیٹ وحکومتوں کے ساتھ بزنس کرتے ہیں، اور اپنی کچھ مختصر فیس رکھ منافع آپ کے بنک اکاونٹ میں بھیج دیتے ہیں میوچل فنڈز میں انویسٹ بھی اپنی بنک موبائل ایپس یا ویب سائٹس سے کر سکتے ہیں، جبکہ ہر میوچل فنڈز ہر مہینے آپ کو ایک فنڈز مینیجر رپورٹ بھی مہیا کرتا ہے، اس سلسلہ میزان بنک کی میوچل فنڈ کمپنی پاکستان کی سب سے بڑی AMC ہے پاکستان کی میوچل فنڈز کمپنیز میں اس وقت دسمبر 2023 دو ٹریلین روپے موجود ہیں، جو کہ 7 ارب ڈالرز کے قریب رقم بنتی ہے۔ جبکہ پاکستان سٹاک مارکیٹ کا ٹوٹل حجم 32 ارب ڈالر کے قریب ہے،

انجمن طلبہ اسلام کا نظامِ تربیت و تبلیغ

محمد علی بلالوی
(انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد)

یونیورسٹیز و جامعات میں انجمن طلبہ اسلام کا وجود غنیمت ہے۔ آج کے اس پُرفتن دور میں جہاں نت نئے فتنے سر اٹھا رہے ہیں۔ کبھی الحاد و اللہ کے انکار کی صورت میں، تو کبھی لبرل ازم کی صورت میں، کبھی قوم پرستی کی صورت میں، تو کبھی سوشلزم کی صورت میں۔ ان فتنوں کی سرکوبی میں شروع سے ہی انجمن طلبہ اسلام بنیادی کردار ادا کرتی آ رہی ہے۔ انجمن طلبہ اسلام کے پاس جامعات میں دعوت و تبلیغ کے حوالے سے جو ڈھانچہ موجود ہے اسکی نظیر کہیں اور نہیں ملتی۔ جب طلباء اپنی تہذیب و روایات کے نام پر بدتہذیبی کر رہے ہوتے ہیں تو انجمن طلبہ اسلام کے نوجوان شعورِ قرآن مہم کے ذریعے دروسِ قرآن کا اہتمام کر رہے ہوتے ہیں۔ طلباء جب مختلف عنوانات سے عیاشی کے پروگرامات ترتیب دے رہے ہوتے ہیں تو انجمن طلبہ اسلام کے غیرت مند نوجوان سیرت النبی اور ہم کے عنوان سے سٹڈی سرکلز میں محو ہوتے ہیں۔ جہاں پر آغازِ سالِ نو کے لیے مختلف طلباء کی مختلف ترجیحات ہوتی ہیں وہاں انجمن طلبہ اسلام کے نوجوان درود و سلام نائٹ کے لئے اہتمام کر رہے ہوتے ہیں جب ارد گرد میں سٹوری نائٹ ہو رہی ہوتی ہے تو انجمن طلبہ اسلام کے احباب شب بیداری میں نوافل ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ جب بات آئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، اہل بیتِ اطہار کے ایام اپنے اکابرین و سلف صالحین کے ایام منانے کی تو انجمن طلبہ اسلام اس معاملے میں بھی سب سے آگے نظر آتی ہے۔ انجمن طلبہ اسلام کے کارکنان، امناء، رفقاء، قائدین کے لئے یہ بات کتنی باعثِ اطمینان و قابلِ فخر ہے کہ جب کوئی کسی سیاسی رہنما کا نعرہ لگا رہا ہوتا ہے، کوئی کسی مذہبی پیشوا کا نعرہ بلند کر رہا ہوتا ہے تو انجمن طلبہ اسلام کے قابلِ رشک نوجوان سیدی مرشدی کے مقدس نعروں سے فضاؤں کو معطر کر رہے ہوتے ہیں۔ انجمن طلبہ اسلام کے نوجوانوں میں ایسے نوجوان جنکی ڈگریاں لاء یا سوفٹ ویئر انجینئرنگ کی ہوتی ہیں لیکن وہ اتنے اعتماد کے ساتھ درسِ قرآن میں گفتگو کرتے ہیں کہ محسوس ہو رہا ہوتا ہے جیسے یہ علومِ اسلامیہ کے طلباء ہوں، یہ فقط نسبت و انجمن کے ماحول کی برکت ہے۔ ربیع النور شریف کی بابرکت ساعات میں روزانہ کی بنیاد پر محافلِ نعت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور عظیم الشان سطح پہ میلاد النبی ریلی کا انعقاد کیا جاتا ہے تاکہ مستقبل کے معماروں کو آمد رسول کی خوشی منانے کا احسن طریق مل سکے۔

اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح پر بھی توجہ دینے کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے جو کہ بہت ضروری ہے۔ اس کے لئے تصوف کے کبار کے مزارات پر حاضریاں، اہلِ تصوف سے نشستیں بزرگوں سے نشستیں ترتیب دی جاتی ہیں۔ اپنے متعلقین کی دینی و دنیوی بہتری سوچنے کا عمل بھی کیا جاتا ہے۔ خدا سے بے لوث اور اٹوٹ محبت کا درس ہی انجمن کا درسِ اکبر ہے۔ اللہ کے رسول سے غیر مشروط عشق اور اطاعت ہی انجمن کا نصب العین ہے۔ اپنا کڑا احتساب کرنا انجمن کے ہر فرد پر لازم ہے۔ دنیا میں رہیے مگر اس سے دل نہ لگائیے۔ حقوق العباد کی بہت زیادہ اہم جانیے۔ انسان دوستی اور خدمتِ خلق کو کرامتِ حقیقی سمجھیے۔ کسی اپنے یا پرائے کا حق نہ ماریے۔ کسی کی دل آزاری کو بھی گناہِ کبیرہ جانیے۔ معاشرے کے پسے ہوئے طبقوں کو سر آنکھوں پر بٹھائیے۔ عام انسانوں میں گھل مل کر رہیے۔ خود کو لوگوں سے برتر نہ جانیے۔ غرور و تکبر، نام و نمود اور جاہ طلبی سے بچتے رہیے۔ صبر و تحمل اور عفو و درگذر کو دائمی شعار بنائیے۔ رعونت بھرے دنیا داروں، ظالم حاکموں اور خدا ناترس حکمرانوں سے کوسوں کا فاصلہ رکھیے۔ دولت جمع نہ کیجیے۔ جائدادوں پر جائدادیں نہ بناتے جائیے۔ باعزت طریقے سے رزقِ حلال کمائیے۔ اپنے اسی متعینہ دائرے میں جو اچھائیاں کر سکتے ہوں، وہ کیجیے۔ یہ سب نصائح انجمن سے وابستہ ہر فرد کے لئے ہیں اور ان پر عمل کروانے کی بھی مکمل کوشش کی جاتی ہے۔ یہ انجمن کے نظامِ تربیت کے بنیادی اجزاء ہیں جب ہر فرد ان تمام اجزاء پر مکمل عمل شروع کر دیتا ہے تو پھر اس پر لازم ہوتا ہے کہ وہ دوسروں کو بھی اس کی تبلیغ کرے

انجمن طلباء اسلام، باعثِ اصلاح و تربیت

محمد آصف ذوالفقار موہانہ خانیوال

سال 2016ء کی بات ہے جب راقم الحروف اپنے چھوٹے بھائی زوہیب علی موہانہ کی نسبت سے پہلی بار انجمن طلباء اسلام خانیوال کے زیر انتظام ہونے والی تربیتی ورکشاپ میں شریک ہوا۔ وہاں پہنچ کر میری سماعتوں کو ذکر رسول سے سیراب کرتی سیدی مرشدی یا نبی یا نبی ﷺ، غلام ہے غلام ہے رسول ﷺ کے غلام ہیں، غلامی رسول ﷺ میں موت بھی قبول ہے جو ہو نا عشق مصطفی ﷺ تو زندگی فضول ہے، ڈرائیں گی بھلا کسے یہ راستے کی سختیاں، ہم عظمتیں رسول ﷺ کے پاسباں ہیں پاسباں، سیدی مرشدی یا نبی یا نبی ﷺ۔ اے ٹی آئی کے ان نعروں نے اتنا متاثر کیا کہ یہ نسبتی تعلق تادم تحریر بھی قائم اور تادم مرگ بھی قائم و دائم رہے گا۔ ان شا اللہ۔ اس عظیم طلباء تحریک کا آغاز کراچی سے ہوا اور چند نوجوانوں پر مشتمل یہ قافلہ شروع ہوا، ان بانی اراکین کی کاوشوں کو سلام عقیدت جنہوں نے شخصیت پرستی کہ نفی کرتے ہوئے نوجوانوں کو نبی رحمت کی ذات مبارکہ سے جوڑنے کے لیے اس عظیم نظریاتی تنظیم کی بنیاد رکھی۔ رب العالمین اُن کو اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے جو اس دنیا سے چلے گئے انہے مقام علیان ملے اور جو حیات ہیں ہی۔ انہے سوہنٹری صحت دے اور اے ٹی آئی پر اُن کا دست شفقت سلامت رکھے۔ انجمن طلباء اسلام کا بنیادی مقصد آج کل کے بے راہ روی کے دور میں سکول، کالج و یونیورسٹیز کے طلبا کے دلوں کے اندر حقیقی عشق مصطفی ﷺ کی شمع کو فیروزاں کرنا ہے جو کہ سیرت النبی ﷺ پر عمل پیرا ہوئے بغیر ناممکن ہے۔ ضلع خانیوال کی بات کریں تو ہر گزرتے سال کے ساتھ انجمن طلباء اسلام خانیوال کی کابینہ کی سالانہ کارکردگی میں بہتری واقع ہوئی ہے کہ ہر سال نئ آنے والی کابینہ مقابلہ کی دوڑ کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی سالانہ کارکردگی کو پہلے سے بہتر بنانے کی پوری کوشش کرتی ہے اور اخلاص کے ساتھ نظریے کے فروغ کے لیے کوشاں نظر آتی ہے۔ فلسطینی بہن بھائیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی ہو، جنوبی پنجاب کے سیلاب متاثرین کے ساتھ ہمدردی و یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فلڈ ریلیف کیمپ کا قیام ہو، کشمیری بہن بھائیوں کے اظہار یکجہتی کا معاملہ ہو، حرمت قرآن و نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کا معاملہ ہو سنہ 2016ء سے تادم تحریر ان سات سالوں کی جہت میں راقم الحروف نے انجمن طلباء اسلام خانیوال کی کابینہ کو کبھی پیچھے ہٹتے نہیں پایا۔ اس کے علاوہ ہفتہ وار تربیتی ورکشاپ کا انعقاد باقاعدگی سے کروانا، سابقین کے تعاون سے محمدی دستر خوان کا اہتمام و دوسرے اصلاحی و ویلفیئر کے کام کرنے والے پلیٹ فارمز کے ساتھ منسلک رہ کر اُن کی مثبت سرگرمیوں میں شریک ہو کر انجمن طلباء اسلام کی نمائندگی کرنا بھی قابل ذکر عوامل ہیں۔ انجمن سے جڑنے کے بعد کسی دوسری سیاسی پارٹی کے ساتھ جڑ کر ان کی پارٹی کے بنائے گئے عارضی بول بولنے سے بہتر ہے کہ انجمن کے اصلاحی و تربیتی پلیٹ فارم کے ساتھ جڑ کر اپنی اور اپنے اہل و اعیال کی حقیقی اصلاح و تربیت کر جائیں کہ ہمارے قول فعل سے عوام الناس کو منفی کی بجائے مثبت پیغام پہنچے۔ انجمن طلباء اسلام خانیوال کے پلیٹ فارم سے بہت ہی پیارے، اصلاح و تربیت کرنے والے دوست بھی راقم الحروف کے حصہ میں آئے جن کی صحبت سے میری اصلاح و تربیت ہوئی جس کی بنیاد پر میں اپنے مزید احباب کو بھی اے ٹی آئی کے پلیٹ فارم میں شریک ہونے کی تجویز دیتا ہوں۔

اخبارِ انجمن

گوجرنوالہ: یوم تشکیل کے موقع پر شہداء وغازیان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے تقریب، مرکزی نائب صدر اول سید حسنین نوری سابق ناظم پنجاب راشد مغل و دیگر ذمہ داران کی شرکت۔

ضلع خانیوال کے زیر اہتمام تشکیل انجمن کے حوالے سے منعقدہ تقریب میں جوائنٹ سیکرٹری پنجاب جواد شیخ، سابق ناظم پنجاب مبشر منظور سلطانی ناظم ضلع اویس آفاق شاہ و دیگر ذمہ داران کی شرکت۔

بوریوالا میں تشکیل انجمن کی مناسبت سے تقریب۔ سابق صدر اظہر حسین گھمن وانجمن کے دیگر حاضرین وسابقین کی شرکت۔

اخبارِ انجمن

سیالکوٹ: تحصیل پسرور کے زیر اہتمام یوم تشکیل کی مناسبت سے سے منعقدہ حقوق طلبہ کنونشن میں مرکزی صدر عامر اسماعیل، نائب صدر سید حسنین نوری، ناظم پنجاب دانش وڑائچ سابق نائب صدر چاند اعوان اور دیگر مقامی ذمہ داران کی شرکت۔

فیصل آباد: اے ٹی آئی جڑانوالہ کے زیرِ اہتمام تشکیلِ انجمن کے موقع پر منعقدہ حقوقِ طلبہ کنونشن میں صدرِ انجمن عامر اسماعیل، نائب صدر کامران اکبر رضوی، ناظم پنجاب جنوبی حافظ تنویر عباس جنرل سیکرٹری پنجاب عمیر اعوان و دیگر مقامی ذمہ داران کی شرکت۔

سیالکوٹ میں منعقدہ طلبہ کنونشن میں ناظم پنجاب شمالی دانش وڑائچ، ناظم ضلع فیصل ایوب و دیگر ذمہ داران و کارکنان کی بڑی تعداد کی شرکت۔

اخبارِ انجمن

انجمن طلبہ اسلام کنگن پور ضلع قصور کے زیر اہتمام یوم تشکیل کی مناسبت سے منعقدہ طلبہ کنونشن میں مرکزی صدر برادر عامر اسماعیل، ناظم پنجاب دانش وڑائچ سابق سیکرٹری جنرل وممبر مرکزی مجلسِ مشاورت محمد اکرم رضوی اور دیگر مقامی ذمہ داران کی شرکت۔

انجمن طلباء اسلام بلوچستان کے زیر اہتمام سبی پریس کلب میں ۵۶ ویں یوم تشکیل کی مناسبت سے تقریب۔ مرکزی سیکرٹری جنرل فیصل قیوم ماگرے جنرل سیکرٹری صوبہ اعجاز بلوچ وذمہ داران کارکنان کی شرکت۔

کشمیر: یومِ تشکیل انجمن کے حوالہ سے ضلع کوٹلی وجامعہ کے زیرِ اہتمام تقریب میں جنرل سیکریٹری کشمیر عتیق صدیقی، سابق ناظمِ کشمیر حافظ محمد شفیق اور دیگر ذمہ داران کی خصوصی شرکت۔ ضلع کوٹلی، جامعہ کوٹلی اور ڈویژن میرپور کے ذمہ داران سے حلف لیا گیا۔

اخبارِ انجمن

یوم تشکیلِ انجمن کے موقع پر شہدا، غازیان اور بانیانِ انجمن کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے ایوانِ خیر لاہور میں تقریب کا اہتمام۔ قائد طلبہ عامر اسماعیل، سابق صدر غلام مرتضی سعیدی، نائب صدر اول سید حسنین نوری، نائب صدر دوم کامران اکبر رضوی، ناظم پنجاب دانش وڑائچ اور شہدائے انجمن کی فیملیز کی خصوصی شرکت۔

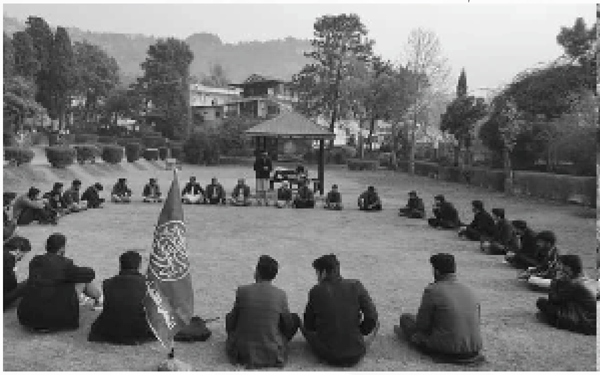

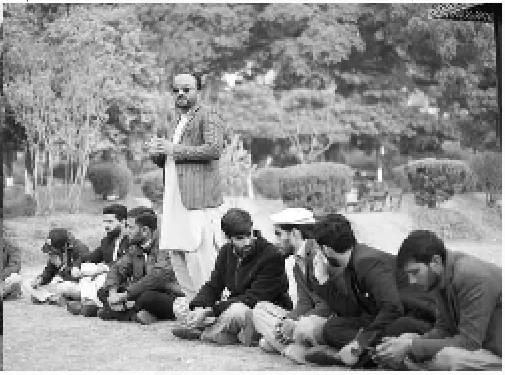

یومِ تشکیلِ انجمن کے موقع پر ضلع مظفر آباد کے زیرِ اہتمام حکمِ اذاں نشست و کیک کٹنگ تقریب کا اہتمام۔ ناظم کشمیر سردار بیدار حسین سابق سیکرٹری جنرل و ممبر مرکزی مجلسِ مشاورت حسنین مصطفائی و دیگر ذمہ داران کی شرکت۔

یومِ تشکیلِ انجمن کے موقع پر انجمن طلبہ اسلام جامعہ کشمیر کے زیرِ اہتمام حکمِ اذاں نشست و کیک کٹنگ تقریب۔ ناظم کشمیر سردار بیدار حسین و دیگر ذمہ داران کی شرکت۔

اخبارِ انجمن

سابق رہنما اے ٹی آئی وقار خالد کی طرف سے رفقائے انجمن کی ضیافت میں منعقدہ تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں مرکزی نائب صدر اول سید حسنین نوری، جنرل سیکرٹری جنوبی پنجاب عمیر اعوان، سابق مرکزی صدر سید جواد الحسن کاظمی، سابق صدر اسلام آباد ہائیکورٹ جرنلسٹ ایسوسی ایشن ثاقب بشیر، محمد اسد چودھری سمیت وابستگان انجمن کی شرکت۔

انجمن طلبہ اسلام جامعہ کشمیر کے زیرِ اہتمام ذکرِ شاہِ نجف بسلسلہ ولادت مولا مرتضی شیر خدا (رضی اللہ عنہ)

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں تشکیلِ انجمن کی مناسبت سے کیک کٹنگ تقریب۔ جنرل سیکرٹری پنجاب عمیر اعوان، نومنتخب ناظمِ جامعہ فیض رسول، جنرل سیکرٹری جامعہ عرفان یوسف سابق ناظمین جامعہ جنید گورائیہ و حافظ حماد ارشد کی شرکت۔

اخبارِ انجمن

گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج کامونکی، پنجاب کالج کامونکی، اسپائر (Aspire) کالج کامونکی، اپکیس (Apex) کالج اور کپس (Kips) کالج کامونکی کے انتخابات کے موقع منعقدہ یوم تشکیل تقریب میں مرکزی نائب صدر اول سید حسنین نوری، چیئرمین ATI کالجز کونسل کامونکی مراتب گجر، عون جٹ، راحیل گجر، خضر گل، فراز ورک و دیگر موجود

جموں کشمیر انجمن طلبا اسلام کے زیرِ اہتمام مرکزی پریس کلب مظفر آباد میں 9 فروری یومِ حقوقِ طلبہ کے موقعہ پر منعقدہ آل پارٹیز کانفرنس (APC) سے مرکزی سیکرٹری جنرل فیصل قیوم ماگرے، ناظمِ کشمیر سردار بیدار حسین اور مختلف طلبہ تنظیمات کے نمائندوں کا اظہارِ خیال۔

إنا للہ وإنا إلیہ راجعون

راجہ محمد صدیق خان (پنڈ دادنخان)

سابق مرکزی سیکرٹری جنرل انجمن طلباء اسلام راجا محمد صدیق گذشتہ دنوں حرکت قلب بند ہونے کی بنا پر وفات پا گئے۔ انجمن طلباء اسلام سے وابستہ ہر فرد اس عظیم کارکن اور رہنما کی ناگہانی وفات پر دل گرفتہ ہے۔ ادارہ نوائے انجمن مرحوم کے لواحقین سے تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔

رب نواز پہوڑ (بہاولپور)

انجمن طلبہ اسلام SE کالج بہاولپور کے سابق رہنما رب نواز پہوڑ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آپ انجمن طلبہ اسلام بہاولپور کے ہر دل عزیز شیر دل لیڈر تھے۔ سچے اور پکے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ بہاولپور کے تنظیمی نیٹ ورک میں ان کی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ادارہ نوائے انجمن ان کے خاندان کے غم میں برابر کا شریک ہے

حاجی فاروق تسنیم (میاں چنوں)

انجمن طلبہ اسلام میاں چنوں کے سابق رہنما حاجی فاروق تسنیم اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اللہ کریم، اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل حاجی فاروق تسنیم کی مغفرت فرمائے اور تمام متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ادارہ نوائے انجمن لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے

محبوب منہاس (سیالکوٹ)

انجمن طلبہ اسلام سیالکوٹ کے سابق رہنما محبوب منہاس محبوبِ کریم علیہ الصلواۃ والتسلیم کی نعت سے عشق رسول کے چراغ روشن کرتے داعی الی العجل ہو گئے۔ اللہ کریم آپکی کامل بخشش فرمائے

انجمن طلبہ اسلام کے بارے میں

مختلف شعبہ ہائے زندگی کے ممتاز راہنماؤں کے تاثرات

تحریر
معین نوری

(دوسرا اور آخری حصہ)

مفتی اعجاز ولی خاں رضوی

عالمِ دین، مصنف، خطیب، وفات 20 نومبر 1973ء

''انجمن طلباء اسلام پاکستان کی وہ واحد طلباء کی تنظیم ہے جسے نظامِ مصطفی کے قیام اور مقامِ مصطفی کی حفاظت مطلوب ہے۔ اس دورِ پُرفتن و تاریک کدہ میں انجمن طلباء اسلام نے جس شمع کو فروزاں کیا ہے، لائقِ صد تحسین و ہزار آفرین ہے۔ فقیر کی دعا ہے کہ مولیٰ عز وجل انجمن طلباء اسلام کو اس کے عظیم مقاصد میں پوری پوری کامیابی بخشے اور اس کے ارکان میں صحیح اسلامی جذبہ کے ساتھ خدمت کی توفیق دے۔ آمین (ہفت روزہ تعمیرِ وطن لاہور۔ شمارہ 13 تا 20 نومبر 1973ء اشاعتِ خاص)۔

السید عبدالقادر گیلانی

مذہبی و روحانی شخصیت، عرب لیگ میں عراقی نمائندے، سابق سفیر عراق، متعینہ پاکستان، بانی مسجد الگیلانی و دارالعلوم قادریہ گلشن اقبال کراچی، وفات 26 مارچ 1976ء

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کا آخری پیغام اس وقت لے کر آئے جب سارے مشرق و مغرب میں انسانیت ایک پریشانی اور گمراہی میں مبتلا تھی۔ آپ نے تمام گمراہیوں اور پریشانیوں کا خاتمہ کر دیا، آج بھی ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کو اپنائیں تو سارے عالم اسلام میں اتحاد و اتفاق پیدا ہو سکتا ہے۔ نوجوان نسل میں آپ کی تنظیم اِن ہی مقاصد کے حصول کے لیے سعی کر رہی ہے۔ میں اللہ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی انجمن کو استحکام اور قوت بخشے تاکہ اسلام کی عملی تعبیر کے ثمرات کو دنیا ایک بار پھر دیکھ سکے'' (کراچی، مئی 1975، مطبوعہ نوائے انجمن کراچی، اکتوبر 1985ء)۔

علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری

شیخ الحدیث و مہتمم دارالعلوم حزب الاحناف لاہور، وفات 24 ستمبر 1978ء

''طلبہ ملک و ملت کا عظیم سرمایہ ہیں۔ اگر ان کی تربیت صحیح اسلامی خطوط پر ہوگئی تو یہ قوم کے لیے خوش قسمتی کا مقام ہوگا۔ آج تک دنیا کے جس خطے میں بھی اسلامی تحریکیں کامیابی سے ہمکنار ہوئیں، نوجوان ہمیشہ پیش پیش رہے۔ تحریکِ پاکستان کے دوران علمائے اہلسنت نے قائدِ اعظم محمد علی جناح کا ساتھ اس لیے دیا تھا کہ پاکستان بن جانے کے بعد اس ملک کو اسلامی تہذیب و تمدن کا گہوارہ بنایا دیا جائے گا لیکن افسوس یہ خواب ابھی تک تشنۂ تعبیر ہے۔ اب یہ فرض نوجوانوں کا ہے کہ وہ ملک میں نظامِ مصطفی کے نفاذ کے لیے زبردست جدوجہد کریں'' (ماہنامہ رضوان، لاہور، دسمبر 1974ء، صفحہ 19)۔

مولانا حامد علی خاں

عالمِ دین، شیخ الحدیث، بانی دارالعلوم خیر العلماد ملتان، تحریک نظام مصطفی میں نمایاں کردار، جمعیت علماء پاکستان کے رہنما، وفات 7 جنوری 1980ء

''انجمن طلبا اسلام جس مقصد کو اپنا مطمعٔ نظر بنائے ہوئے ہے وہ فی الحقیقت مسلمان کا اصل مقصدِ زندگی ہے۔ دعا ہے کہ انجمن اپنے مقصد میں کامیاب ہو اور ہر آفت و بلا سے محفوظ رہے'' (ہفت روزہ تعمیرِ وطن لاہور، 13 تا 20 نومبر 1973ء)۔

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی

مؤرخ، محقق، ماہر تعلیم، مصنف، تحریکِ پاکستان میں کردار، پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کے رکن، سابق وائس چانسلر جامعہ کراچی، وفات 22 جنوری 1981ء

''میں انجمن طلبہ اسلام سے امید کرتا ہوں کہ سربلندیٔ اسلام، ملی استحکام اور قوم میں اخوت و محبت کے جذبات پیدا کرنے کی خاطر مثبت اقدامات اٹھائے جائیں گے۔ ملکی سالمیت کے تحفظ کے لیے ہمیں فروعی اختلافات کو پس پشت ڈال کر مشترکہ جدوجہد کرنی چاہیئے۔ مجھے امید ہے کہ انجمن طلبا اسلام کے جیالے کارکن کسی بھی ایسی جدوجہد میں پیچھے نہیں رہیں گے'' (نوائے انجمن، اکتوبر 1985ء)۔

خواجہ قمر الدین سیالوی

مذہبی، سیاسی و روحانی شخصیت، تحریکِ پاکستان میں کردار، رکن اسلامی نظریاتی کونسل، صدر جمعیت علماء پاکستان، تمغہ امتیاز، وفات 23 جولائی 1981ء

''وطن عزیز میں بڑھتے ہوئے انتشار و افتراق کی لعنت کو ختم کرنے کے لیے انجمن طلبا اسلام کے جیالے کارکنوں کو اپنی جدوجہد برقرار رکھنی چاہئے اور ملکی سالمیت کے خلاف ہونے والی سازشوں کا قلع قمع کرنے کے لیے ہر وقت مصروفِ جہاد رہنا چاہئے۔ سربلندیٔ اسلام اور ملکی تعمیر و ترقی کے سلسلے میں انجمن کے جیالے کارکن جو جدوجہد کر رہے ہیں وہ باعثِ اطمینان ہے'' (ماہنامہ رضوان، لاہور، دسمبر 1974)۔

مولانا ضیاء الدین احمد مدنی

خلیفہ اعلحضرت فاضلِ بریلوی، مذہبی و روحانی شخصیت، وفات 2 اکتوبر 1981ء

''انجمن طلبہ اسلام کے تیسرے سالانہ مرکزی کنونشن کے انعقاد کا سن کر دلی مسرت ہوئی۔ انجمن کے جیالے کارکن لادینی نظریات کا مقابلہ کرنے کی خاطر میدانِ عمل میں جو زبردست جدوجہد کر رہے ہیں، وہ میرے لیے باعثِ افتخار ہے۔ طاغوتی طاقتیں مسلمانوں کے سینوں سے عشقِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ نوجوانوں کو اس ناپاک سازش کا بھی قلع قمع کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہیے'' (ماہنامہ رضوان، لاہور، دسمبر 1974ء)۔

ظہور الحسن بھوپالی

صحافی، مقرر، سماجی و سیاسی شخصیت، سابق رکن سندھ اسمبلی و مرکزی سیکریٹری اطلاعات جمعیت علماء پاکستان، رکن وفاقی مجلس شوریٰ، شہادت 13 ستمبر 1982ء

''انجمن طلباء اسلام سوادِ اعظم کے طلباء کی ترجمان ہے۔ انجمن کے نوجوانوں کو نظامِ مصطفی کے لیے کام کرتے ہوئے دیکھ کر دل میں تڑپ پیدا ہوتی ہے کہ کاش میں بھی طالب علم ہوتا یا انجمن کا وجود میرے دورِ طالب علمی میں ہوتا۔ خدا کرے، دین کی لگن کا یہ جذبہ فزوں ہو'' (ہفت روزہ تعمیرِ وطن لاہور۔ شمارہ 13 تا 20 نومبر 1973ء)۔

علامہ سید محمد ہاشم فاضل شمسی

مذہبی اسکالر، مصنف، شیخ التصوّف جامعہ اسلامیہ بہاولپور، ممبر سندھ یونیورسٹی سنڈیکیٹ، شیخ الحدیث دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد، خطیب و لیگل ایڈوائزر جامعہ علیمیہ المرکز الاسلامی کراچی، وفات 15 اگست 1988ء

’’وطن عزیز میں انجمن طلبا اسلام، اسلامی نظام کے قیام اور تعلیمی اداروں میں اسلامی مقاصد پر مبنی نظریات کے لیے جو کام کر رہی ہے، وہ اخوت اور بھائی چارہ کی فضا کے قیام میں ایک سنگ میل کی حیثیت اختیار کرے گا‘‘ (نوائے انجمن، اکتوبر 1985ء)۔

علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری

شیخ الحدیث، مفسرِ قرآن، سابق رکن وفاقی مجلس شوریٰ و قومی اسمبلی آف پاکستان، 1973ء کے آئین کی تشکیل میں کردار، وفات 18 اکتوبر 1989ء

’’انجمن طلباء اسلام پر اس زمانہ میں یہ فریضہ خاص طور پر عائد ہوتا ہے کہ سنت کی بقا اور تحفظ اور نوجوانوں میں اپنی مکمل تنظیم کا شعور پیدا کریں۔ سیاسی میدان میں جمعیت علماء پاکستان کے تجربہ نے یہ بات روشن کر دی ہے کہ اکثر منظم اور فعال عناصر یکجا ہو کر کام کریں تو اپنے مخالفوں کو ہر محاذ پر شکست دے سکتے ہیں‘‘ (ہفت روزہ تعمیرِ وطن لاہور، 13 تا 20 نومبر 1973ء)۔

مفتی وقارالدین قادری

عالمِ دین، شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی، ماہر فقہ اسلامی، وفات 19 ستمبر 1993ء

’’یہ جان کر خوشی ہوئی کہ انجمن طلبہ اسلام تیسرے سال کا آغاز کر رہی ہے۔ مختلف ذرائع سے انجمن کی سرگرمیوں کی جو تفصیلات مجھے ملتی رہتی ہیں، اِن سے اندازہ ہوتا ہے کہ انجمن نے قلیل عرصے میں محدود ذرائع و وسائل کے باوجود تعمیری کام کیا ہے، اس کی وجہ کارکنان کی بے لوث خدمت ہی ہے‘‘ (سالنامہ پیغام، کراچی، جنوری 1970ء)۔

ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی

پہلے وائس چانسلر، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، سابق صدر شعبہ تعلیمات پلاننگ کمیشن حکومتِ پاکستان، وفات 28 جنوری 2001ء

’’علم ایک نور ہے، ایک روشنی ہے جو انسان کو ظلمت سے نکالتی اور راہ ہدایت دکھاتی ہے۔ بشرط یہ کہ یہ علم علم نافع ہو۔ اس کا مقصد دینی اور دنیوی فلاح و بہبود انسان کے اپنے لیے اور انسانیت کے لیے ہو۔ جس نازک دور سے ہم گزر رہے ہیں اس میں تعلیم کو ایک مرکز سے وابستہ ہونے کی ضرورت ہے۔ جہاں وحدت فکر اور تعلیم کا مقصد خالق کی رضا اور مخلوق کی خدمت ہو۔ مبارک ہیں وہ ادارے، وہ جماعتیں، وہ افراد جو یہ خدمت کو انجام دے رہے ہیں‘‘۔ (غیر مطبوعہ)۔

نعیم صدیقی

جماعتِ اسلامی کے بانی رکن، مدیر اعلیٰ ماہنامہ ترجمان القرآن، ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور، وفات 25 ستمبر 2002ء

’’آپ اپنی نگاہیں آخرت، رضائے الٰہی اور شفاعتِ محمدی پر مرتکز کر دیں۔ دعوتِ اصلاح کے اس کام کے طریق انبیاء علیہم السلام، علی الخصوص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد ’’ مَا اَنَا علیہِ و اصحابی‘‘ کو جادۂ عشق بنا کر منزلِ محبوب و مراد تک پہنچنے کی سعی کریں۔ یہ کام گویا مادہ پرستی، دنیا کی اسیری، حرام کی ہوس اور تقلیدِ اغیار یا خودرائی کے تمام دروازوں کو اپنے اوپر بند کر کے ہی ہوسکتا ہے۔ ممکن ہے یہ انسانیت کا ایسا چلتا پھرتا اعلیٰ صحت مند ماڈل ہو کہ کچھ لوگ اسکی تعلیم و تلقین کو مان کر اسکے ساتھی بن جائیں، جو ساتھ نہ چلیں وہ بھی دلوں میں محسوس کریں کہ یہ شخص کتنا باوقار، کتنا راست گو، کتنا انصاف پسند اور کتنا غم خوارِ انسانیت ہے؟۔ اب ہماری ملّت کو ایسے ہی نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ اپنے آپ کو مغالطوں سے بہلانے کا وقت گزر چکا ہے۔ اب تو ہم موت کی کھائی کے کنارے کھڑے ہیں اور فیصلہ یہ کرنا ہے کہ قدم آگے بڑھا کر گرنا ہے یا پیچھے ہٹ کر بچاؤ کرنا ہے‘‘ (لاہور، 7 جنوری 1996ء، غیر مطبوعہ)۔

پروفیسر پری شان خٹک

ادیب، منتظم، ماہرِ تعلیم، سابق وائس چانسلر گومل یونیورسٹی اور مظفر آباد یونیورسٹی، سابق چیئرمین یونیورسٹی گرانٹس کمیشن، ستارہ امتیاز اور تمغہ امتیاز، وفات 16 اپریل 2009ء

’’پاکستان کی تخلیق جغرافیائی، معاشی اور سماجی آزادی کی حصول کی کوشش کے ساتھ ساتھ مذہبی تصور کی خیرات بھی ہے کیونکہ پاکستان بنانے والوں نے یہاں اسلام کے سائے تلے آزادی، مساوات، خوشحالی اور امن کے ساتھ ساتھ استحصال اور جبر سے پاک معاشرے کے قیام کے لیے جدوجہد کی تھی۔ نئی نسل کی ذمہ داری ہے کہ پاکستان کو دوبارہ قیام پاکستان کے وقت متعین کیے گئے مقاصد کی طرف لے جائیں‘‘ (ماہنامہ نوائے انجمن، لاہور، مئی 1989ء)۔

علامہ سید سعادت علی قادری

مبلغِ اسلام، منتظم، مصنف، سابق ناظم اعلی مرکزی جماعت اہلسنت، وفات 25 جولائی 2009ء

’’ضرورت اس بات کی ہے کہ جو حضرات اپنی اولاد کو صالح دیکھنے کے آرزومند ہوں، وہ انجمن کی پوری طرح سرپرستی کریں۔ اپنے بچوں کو انجمن سے منسلک کریں اور مالی طور پر دل کھول کر انجمن کے ساتھ تعاون کریں تا کہ انجمن جن مقاصد کی تکمیل کم مائیگی کی وجہ سے کرنے سے قاصر ہے، جلد ان کو مکمل کر سکے کیونکہ جلد ہی نوجوانوں کی ایسی مضبوط جماعت کی ضرورت ہے جو تیزی سے بڑھتے ہوئے لادینیت کے طوفان کا مقابلہ کر کے قوم کو تباہی سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ انجمن کا حامی و ناصر ہو‘‘ (غیر مطبوعہ برائے رسالہ ’’پیغام‘‘)۔

مفتی غلام سرور قادری

عالمِ دین، مصنف، سابق صوبائی وزیر پنجاب، سابق رکن اسلامی نظریاتی کونسل، وفات 31 اگست 2010

’’یہ تنظیم دنیوی وسائل نہ ہونے کے باوجود ترقی اور کامیابی کے راستے پر گامزن ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس تنظیم پر روحانی وسائل و سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امام اعظم ابو حنیفہ، سیدنا غوث الاعظم، اور امام احمد رضا کا سایہ فگن ہے۔ انجمن کا نشانِ خاص یا سیدی رسول اللہ اس کی کامیابی کا پتہ دیتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستگی کامیابی کی ضمانت ہے‘‘ (نوائے انجمن، اکتوبر 1989ء)۔

ڈاکٹر منظورالدین احمد

ماہر سیاسیات، ماہرِ تعلیم، مؤرخ، سابق وائس چانسلر جامعہ کراچی، وفات 27 دسمبر 2012ء

’’آنے والے زمانوں کا مؤرخ پاکستان کے موجودہ دور کو نفسا نفسی کے علاوہ کسی اور صفت سے متصف نہیں کرے گا۔ وہ سلسلہ جو سقوطِ مشرقی پاکستان سے شروع ہوا تھا، باقی ماندہ پاکستان کو اپنی گرفت میں لیتا نظر آتا ہے۔ نفاق و شقاق کے عفریت ہر طرف منہ کھولے کھڑے ہیں۔ انسانی رشتے اجتماعی اور انفرادی ہر سطح پر ٹوٹ رہے ہیں۔ اس پُرآشوب دور میں انجمن طلباء اسلام کا قومی یکجہتی سال کے طور پر منانے کا فیصلہ بلاشبہ مستحسن ہے اور ان کی یہ کوشش

ہر درد مند محب وطن کی بھرپور تعاون کی متقاضی ہے''(ماہنامہ نوائے انجمن، مئی رجون 1989ء)۔

حسن التہامی

سیکریٹری جنرل، اسلامی سیکریٹریٹ (او آئی سی)، جدہ:۔ تاریخ وفات معلوم نہیں

''اگر نوجوان نسل پورے جذبے کے ساتھ قرآنی تعلیمات کو اپنے اندر سمو لے تو اس سے آنے والی نسلوں کے لیے بھی صحیح راہ متعین ہو سکے گی۔ انجمن طلباء اسلام کے کارکنوں کا فرض ہے کہ وہ دنیا کے کروڑوں نوجوان مسلمانوں کو اپنے مذہب پر راغب کریں۔ تاکہ وہ صحیح طریقے سے اسلام پر عمل پیرا ہو سکیں۔ کیونکہ طلبا نہ صرف اپنے ملک بلکہ دوسرے ممالک میں اسلام کی تبلیغ کا موئثر ذریعہ ہیں''(ماہنامہ رضوان، لاہور، دسمبر 1974ء)۔

صالح قزاز

سیکریٹری رابطۂ عالمِ اسلامی، مکہ المکرمہ:۔ تاریخ وفات معلوم نہیں

''میں آپ کو اللہ کے عظیم گھر سے پر جوش مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ آپ پھلیں پھولیں اور رسول اللہ کی راہ میں اور زیادہ ثابت قدم ہو جائیں۔ مسلم پاکستان کے بھائیو اور نوجوانو! آپ یقیناً محسوس کرتے ہوں گے کہ نوجوان ہی، اقوام کی زندہ طاقت اور ان کے شاندار مستقبل کی علامت ہوتے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ ہمارے عقیدہ کی حفاظت کے لیے پر جوش نوجوان آج بھی موجود ہیں''(ماہنامہ رضوان، لاہور، دسمبر 1974ء)۔

سلطان احمد انصاری

سابق سیکریٹری جنرل انجمن ہلال احمر

''یہ بات نہایت خوش آیند ہے کہ انجمن طلبہ اسلام ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر انسان دوستی کے ناطے عشرۂ سماجی انقلاب منا رہی ہے۔ یقیناً ان طلبہ کی سرگرمیاں اصلاح معاشرہ کا باعث ہوں گی۔ ہمارا تعاون اور نیک تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں''(نوائے انجمن، اکتوبر 1989ء)۔

ایس ایم ظفر

سابق وائس پریذیڈنٹ پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن، سابق صدر پنجاب ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن و سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن، ممتاز قانون داں و سیاسی رہنماء، سابق وفاقی وزیر قانون و پارلیمانی اُمور

''ان حالات میں جبکہ ملک کے سیاستداں مہاجر، بلوچ، پنجابی اور سندھی کی تفریق پیدا کر رہے ہیں، نوجوان طلبا کی طرف سے قومی یکجہتی کی بات کرنا خوش آیند ہے۔ حقیقتاً قومی یکجہتی پر سوچنے اور اس کے لیے اقدامات کرنے کی ضرورت جتنی آج ہے، اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔ انجمن طلباء اسلام کی قومی یکجہتی کے فروغ کے لیے کوشش ان کی پاکستان سے محبت کا ثبوت ہے۔ تمام سیاسی جماعتوں کے قائدین بھی قومی یکجہتی کے لیے طلبہ برادری کا ساتھ دیں''(ماہنامہ نوائے انجمن، مئی رجون 1989ء)۔

سید فخر امام

سیاسی شخصیت، سابق اسپیکر قومی اسمبلی آف پاکستان، وفاقی وزیر قانون و پارلیمانی اُمور، وفاقی وزیرِ تعلیم

''تعلیمی اداروں کے موجودہ لہولہو ماحول میں انجمن طلبہ اسلام کا تعلیمی امن کنونشن خوش آئند ہے۔ میں دیگر طلبہ تنظیموں سے بھی اپیل کروں گا کہ وہ تعلیمی اداروں کے تقدس کو بحال کرنے، معیار تعلیم بڑھانے اور پر امن تعلیمی ماحول پیدا کرنے کے لیے انجمن طلبہ اسلام کی تقلید کریں''(نوائے انجمن، اکتوبر 1989ء)۔

پیر شمس الامین، مانکی شریف

مذہبی روحانی شخصیت

''کارکنانِ انجمن کو چاہیے کہ وہ سماجی انقلاب کی دعوت کے ذریعے گروہی، لسانی اور علاقائی تعصّبات کے خلاف اپنی جدوجہد تیز کر دیں۔ ملک افراتفری کے عالم میں گھرا ہوا ہے، ان حالات میں امن، خدمت اور محبت کی بات کرنا قابلِ تحسین ہی نہیں بلکہ قابلِ تقلید بھی ہے'' (ماہنامہ نوائے انجمن، لاہور، اگست 1988ء)۔

مولانا ابو داؤد محمد صادق رضوی

ممتاز عالم دین، مصنف، مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ

''انجمن طلباء اسلام کے مقاصد، عزائم اور سرگرمیاں بہت ہی روحانی فرحت کا موجب ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل تمام نوجوانانِ انجمن کے دینی ایمانی اور روحانی جذبۂ ذوق میں مزید ترقی و برکات دے (آمین)''۔

؎ محبت مجھے ان جوانوں سے ہے ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

(ہفت روزہ تعمیرِ وطن، لاہور، 13 تا 20 نومبر 1973ء)

جسٹس (ریٹائرڈ) سید غوث علی شاہ

سابق جسٹس سندھ ہائی کورٹ، سابق صوبائی وزیرِ تعلیم و وزیر اعلیٰ سندھ، سابق رکن قومی اسمبلی آف پاکستان، سابق وفاقی وزیرِ تعلیم و وفاقی وزیرِ دفاع، سابق صدر پاکستان مسلم لیگ سندھ (ن)

''پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے جس کا قیام اسلام کے زریں اصولوں کے نفاذ کے لیے عمل میں آیا لیکن افسوس کہ مملکت پاکستان کے قیام کے بعد ہم اپنے مقاصد کو بھول گئے اور صوبائی، لسانی اور فرقہ وارانہ تعصّبات کا شکار ہو گئے ایسے میں انجمن طلبہ اسلام کی کوششیں قابلِ مبارکباد ہیں۔ میری دعا ہے کہ انجمن جس جذبے کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے پیغام کو عام کرنے کی کوشش کر رہی ہے اس میں وہ کامیاب ہو''(نوائے انجمن کراچی، اکتوبر 1985ء)۔

صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن سروری قادری

زیب سجادہ دربار حضرت سلطان باہو علیہ الرحمہ، امیر دعوتِ اسلامیہ، چیئرمین حضرت سلطان باہو ٹرسٹ، تکبیر ٹی وی و صدر مشائخ کونسل پاکستان

''قوموں کے انقلابات میں نوجوانوں نے ہمیشہ مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آج کے نوجوان میں صحیح اسلامی روح بیدار ہو جائے تو اسلامی انقلاب کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آج کا نوجوان کل کا حکمران ہوگا۔ اس حوالے سے انجمن طلباء اسلام انقلاب مصطفوی اور تحفظ ناموس رسالت کے لئے نوجوانوں کو تیار کر رہی ہے۔ انشاء اللہ اے ٹی آئی کی کوششیں نتیجہ خیز ثابت ہوں گی اور وطن عزیز میں نظام مصطفی کا نفاذ ہوگا''(نوائے انجمن، اکتوبر 1989ء)۔

سید منور حسن

سابق ناظمِ اعلیٰ اسلامی جمعیت طلبہ پاکستان اور موجودہ امیر جماعتِ اسلامی پاکستان

’’مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ انجمن طلبا اسلام قومی یکجہتی کا سال منا رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج قوم وملت کو جس قدر اتحاد واتفاق کی ضرورت ہے اس سے قبل کبھی نہ تھی۔ کچھ ناعاقبت اندیش لوگ قومی یکجہتی کے شیرازہ کو طوفانوں کی نذر کرنا چاہتے ہیں جس کا انجام مکمل تباہی کے سوا کچھ نہیں۔ ان حالات میں طوفان کا مقابلہ طوفان بن کر ہی کیا جاسکتا ہے۔ امید کرتا ہوں کہ آپ جیسے نوجوان قوم کی اس آزمائش کی گھڑی میں امید کی کرن ثابت ہوں گے‘‘ (ماہنامہ نوائے انجمن، مئی رجون 1989ء)۔

آزاد بن حیدر ایڈووکیٹ

تحریک پاکستان کے کارکن، سابق سیکریٹری مولانا عبدالحامد بدایونی، مصنف، مقرر

’’مجھے بہت خوشی ہوتی ہے جب کبھی حیدر آباد، سکھر، ملتان، لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور دوسرے شہروں میں انجمن طلبہ اسلام کے سرگرم کارکنوں کو ملتا ہوں۔ وہ ننھا پودا جو چوالیس برس قبل کراچی میں لگایا گیا تھا، وہ اب توانا ہو چکا ہے اور اپنے تحمل، بردباری اور فرض شناسی کی وجہ سے شب وروز مصروف عمل ہے۔ انجمن کے کارکنوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں، جنہوں نے ہر ضلع وشہر میں صحیح العقیدہ نوجوانوں کی ایک کمپنی اور بریگیڈ تیار کر رکھا ہے۔ انجمن کے نوجوان علمائے حق کی جدوجہد کو آگے بڑھانے میں سرگرم ہو جائیں اور سب علماء اور ان کی تنظیموں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کردیں، اگر ایسا ہو گیا تو طورخم سے کراچی تک مصطفوی تحریک کا بول بالا ہوگا‘‘ (پیغام، 11 اکتوبر 2013ء، کراچی)۔

محمد اصغر خاں

ریٹائرڈ ائیر مارشل، پاکستان ایئر فورس، سابق چیئرمین تحریکِ استقلال پاکستان

’’انجمن طلبہ اسلام کے تیسرے سالانہ مرکزی کنونشن کے انعقاد پر مجھے دلی مسرت ہوئی اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کا یہ عظیم الشان کنونشن تاریخی ثابت ہو اور طلبا سے میں امید رکھتا ہوں کہ وہ باہمی اتحاد سے اسلام اور ملکی تعمیر میں اہم کردار ادا کریں گے‘‘ (نوائے انجمن کراچی، اکتوبر 1985ء)۔

محمد شفیق

ڈائریکٹر جنرل، صوبائی ادارہ برائے بحالی زلزلہ متاثرین، صوبہ خیبر پختون خوا

انجمن طلبہ اسلام کے کارکنان میں خدمتِ خلق کا جذبہ بہت اہم ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اس کے کارکنان نے مشکل کی کئی گھڑیوں میں مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کی ہے، بالخصوص آزاد کشمیر اور خیبر پختون خوا میں 2005ء میں آنے والے زلزلے کے بعد اس تنظیم نے جو سرگرمیاں کیں، اُن سے یہ یقین پیدا ہوتا ہے کہ ابھی قوم کے نوجوانوں میں ملت کا درد اور خدمت کا جذبہ موجود ہے، بس اس جذبے کو صحیح سمت میں استعمال کرنے کی ضرورت ہے (ایبٹ آباد، 10 اکتوبر 2013ء)۔

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری

ممتاز عالم، خطیب، مصنف، امیر جماعتِ اہلسنّت کراچی۔

میں انجمن طلبہ اسلام کو اُس زمانے سے جانتا ہوں، جب اس کا اجتماع سبز مسجد میں ہوا کرتا تھا، جب سے میرا اس کے ساتھ رابطہ ہے۔ مجھے انجمن کے متعدد پروگراموں میں شرکت کا موقعہ ملا۔ میں نے اس کے راہنماؤں وکارکنان کو بہت قریب سے دیکھا ہے اور ان میں خلوص اور ملک وملّت کا درد محسوس کیا ہے۔ اس تنظیم نے جہاں طلبہ کو بدعقیدگی سے بچانے اور نیکیوں کی طرف رغبت دلانے کے لیے کام کیا ہے، وہاں مختلف تحریکوں میں اس کا کردار، اس کی تابناک تاریخ ہے۔ اللہ رب العزت اپنے حبیب کریم ﷺ کے طفیل اس تنظیم کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین (کراچی، 19 دسمبر 2013ء)۔

سود اور زنا کے بارے میں وعید

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما ظهر في قوم الربا إلا ظهر فيهم الجنون، ولا ظهر في قوم الزنا إلا ظهر فيهم الموت

جب کسی قوم میں سود پھیل جائے تو اللہ تعالیٰ اُس قوم پر جنون (پاگل پن) مسلط کر دیتا ہے۔ اور جس قوم میں زنا پھیل جائے تو اللہ عزَّ وجَلَّ اس بستی والوں کو ہلاک کرنے کی اجازت دے دیتا ہے۔

کتاب الکبائر للذہبی، ص۰۷، دار الکتب العلمیہ

بقیہ: محبوب الرسول قادری

ہے کہ ہمدرد کارکن امین اور رکن یہ چار مدارج دراصل ایک تربیتی نصاب ہے یوں سمجھیے کہ خانقاہ میں سالکین جب اپنے شیخ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو شیخ اپنے صالحین کو ان کی فکری ذہنی قلبی وابستگی کے پیش نظر انہیں وظیفہ مقرر فرماتا ہے اور ہر ایک کی حیثیت کے مطابق اسے وظیفہ پڑھنے کو دیا جاتا ہے کہیں تو لا الہ الا اللہ کی ضرب میں اللہ ہو کی صدائیں اور ضربیں کہیں نوافل کی کثرت کہیں قرآن کی تلاوت کہیں کار خیر کے دیگر امور بتائے جاتے ہیں چونکہ اے ٹی آئی طلباء کی تحریک ہے، طلباء کا ایک گروپ ہے تو اس میں ہمدرد سے کارکن، کارکن سے امین اور امین سے رکن بننے کے مرحلے میں جو نصاب عملاً پڑھا جاتا ہے، پڑھایا جاتا ہے اور اس میں سے امتحان لیا جاتا ہے وہ ایک اچھا خاصا تربیتی نصاب ہے اور اس کے پڑھنے کے بعد انسان کو دین کی سمجھ کے اعتبار سے ایک خاص تبدیلی محسوس ہوتی ہے قیام انجمن کے وقت للّٰہیت واخلاص کی اہمیت اپنی جگہ پر لیکن اس کے لیے جو نصاب مرتب کیا گیا اس نے بھی اے ٹی آئی کے وابستگان کی فکری ذہنی قلبی عملی حیثیت پر زندگی کا پرا پنا رنگ چھوڑا۔

اے ٹی آئی نے مرشد کامل کا کردار ادا کیا ایک عام نوجوان کو روح اسلام سے آشنا کرنے کی کوشش کی اور پھر اس پر اپنا رنگ خوب جمایا۔

آج 56 سال بعد کے زمانے میں اے ٹی آئی بنانے والے بہت سے لوگ دنیا سے بھی رخصت ہو گئے اور زندگی میں ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہے ہیں لیکن ان پر اسلام کی گہری چھاپ ہے آج بھی ان کے سینے کی دھڑکنیں سیدی یا رسول اللہ ﷺ کے رزق کے ساتھ دھڑکتی ہیں اور وہ غلام ہیں غلام ہیں رسول ﷺ کے غلام ہیں کا وظیفہ ورد زبان رکھے ہوئے برکتیں لے رہے ہیں، یہ اے ٹی آئی کی برکت ہے کہ جس نے نوجوانوں کو مسلکی تسلسل عطا کیا حب رسول ﷺ کی روشنی عطا کی، اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں جھکنے والا سر نصیب کیا اور وہ اولیاء صلحاء داتا علی ہجویریؒ، امام اعظم ابوحنیفہؒ، غوث اعظمؒ، اور امام احمد رضاؒ ایسے اکابرین اور صوفیا وسراج کا دامن مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں۔

نظریاتی جماعتیں نظریاتی شخصیات نظریاتی ادارے اگر اپنے افکار کے تحفظ اور فروغ کے اعتبار سے کامیابیاں حاصل کرلیں تو یہی ان کی سب سے بڑی کامیابی اور کامرانی ہوا کرتی ہے انجمن طلبہ اسلام کے 56 سالہ نتائج کو دیکھا جائے تو انجمن طلبہ اسلام کہیں بھی سرنگوں نہیں بلکہ ہر جگہ پر سرخرو نظر آتی ہے انجمن طلبہ اسلام کے سابقین نے مسلک محبت رسول ﷺ کی سارے سماج میں بھرپور ترجمانی کی ہے اور اس ترجمانی پر ہمیں فخر ہے یہ دنیا اور آخرت کی کامیابیاں ہیں انجمن طلبہ اسلام نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے فروغ حب رسول کے لیے مقام مصطفی ﷺ کے تحفظ کے لیے اور نظام مصطفی ﷺ کے عملی نفاذ کے لیے اپنے حصے کا کردار ادا کیا ہے اللہ کرے ہماری یہ جدوجہد اسی طرح جاری رہے اور خدا اس کو نتیجہ خیزی عطا فرمائے انجمن طلبہ اسلام کا یہ ضابطہ ہے کہ

کتنی قومیں وجود میں آئیں
دہر میں خشک و تر کے رشتے سے
ہم نے بنیاد دوستی رکھی
یاد خیر البشرؐ کے رشتے سے

(بقیہ: ڈاکٹر طاہر القادری اور انجمن طلباء اسلام)

کا موقع ملا۔

بہت سے دوستوں کو علم ہوگا کہ پچھلی صدی میں PTV کے نام سے صرف ایک ہی اور وہ بھی سرکاری ٹیلی ویژن چینل تھا جس پر الہدیٰ کے نام سے ہفتے میں ایک دفعہ درس قرآن کا پروگرام نشر ہوتا تھا۔ اس پروگرام کے مقرر جنرل ضیاء الحق کے منظور نظر ڈاکٹر اسرار احمد تھے جن کا اس دور میں طوطی بولتا تھا۔ اتفاق سے 1986 میں وہ کرکٹ پر تنقید کر بیٹھے جو جنرل صاحب کو اس حد تک ناگوار گزری کہ انہوں نے یہ پروگرام ہی بند کروا دیا۔ اس پروگرام کی جگہ درس قرآن کا نیا ہفتہ وار پروگرام فہم القرآن شروع ہوا جس میں ہر مکتبہ فکر کے علماء کا مہینے میں ایک درس نشر ہونا شروع ہوا۔ بدقسمتی سے ہمارے مسلک کی اس پروگرام میں کوئی نمائندگی نہیں تھی جسے راولپنڈی اسلام آباد کے تحریکی ساتھیوں نے بے حد محسوس کیا اور اس کمی کو دور کرنے کے لیے انجمنِ طلبا اسلام سے خصوصی قربت رکھنے والے ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمن صاحب سجادہ نشین بگھار شریف ریسرچ اسکالر ادارہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد سے رابطہ کیا گیا جو اس وقت کے وزیر اطلاعات و نشریات راجہ ظفر الحق کے برادر نسبتی تھے۔ صاحبزادہ صاحب نے کمال شفقت فرماتے ہوئے راجہ صاحب کی وساطت سے ہماری ملاقات سیکرٹری اطلاعات ونشریات جنرل مجیب الرحمٰن سے طے کروادی تو ہمارے ایک نمائندہ وفد نے جناب ڈاکٹر ظفر اقبال نوری کی زیرِ قیادت جنرل مجیب الرحمٰن صاحب سے ملاقات کر کے فہم القرآن میں اہلسنت کی نمائندگی کے لئے پروفیسر طاہر القادری صاحب کا نام پیش کیا جسے منظور کر لیا گیا اور یوں فہم القرآن میں پروفیسر طاہر القادری صاحب کا درس قرآن شروع ہو گیا جو ملک بھر میں ان کے تعارف، مقبولیت اور پذیرائی کا باعث بنا۔ بادی النظر میں دیکھا جائے تو شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کی کامیابی کے مندرجہ ذیل چار اہم ترین مراحل انجمن طلباء اسلام کے کارکنان اور سابقین کی عملی مدد کے ذریعے طے ہوئے۔

1۔ ٹیچرز ہوسٹل سے لے کر رحمانیہ مسجد میں درس منہاج القرآن تک لانا اور لاہور کے جید علماء اور کثیر تعداد میں طلبہ کو ان کے دروس میں شریک کرنا۔

2۔ میاں محمد شریف مرحوم تک رسائی اور اتفاق مسجد کی خطابت تک انجمن طلبہ اسلام کا بھرپور موثر کردار ادا کرنا۔

3۔ پاکستان کے ہر شہر میں انجمن طلبہ کی شاخوں میں جلسوں کے انعقاد اور خطبات کے ذریعے ملک گیر مہم چلانا۔

4۔ ملک کے واحد ٹی وی چینل کے اہم ترین مذہبی پروگرام میں انٹری اور تعلیم یافتہ طبقے کے سامنے اپنی بصیرت و دانش اور فکر پیش کرنے کے لیے بہترین پلیٹ فارم کی فراہمی۔

1986 کے آخر میں راقم رکن سے رفیقِ انجمن بن گیا اور مستقل منڈی بہاوالدین شفٹ ہو گیا جس کی وجہ سے جناب پروفیسر طاہر القادری صاحب سے روابط آہستہ آہستہ ختم ہو گئے۔ میں تو تنظیم کا ایک ادنی رکن تھا لیکن انجمن طلباء اسلام پاکستان خصوصاً لاہور کے ہر راہنما اور کارکنان نے پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کو شہرت کی بلندیوں تک پہنچانے کے لئے دامے درمے قدمے سخنے پرخلوص تعاون پیش کیا لیکن افسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی سوانح عمری میں سرے سے انجمن طلباء اسلام سے کسی تعلق ہی کا ذکر نہیں کیا۔ بہرحال میں اور میرے قائدین نے جو کچھ کیا خالصتاً رضائے الٰہی کے لئے کیا جس کے اجر کی بارگاہ الٰہی سے قوی امید ہے کیونکہ عصر حاضر میں عالمی شہرت کے حامل ایک نامور عالم دین، ایک صاحبِ بصیرت مفکر اور کثیر التعداد اسلامی کتب کے مصنف کے منظر عام پر آنے اور شہرت کی بلندیوں پر پہنچنے کے تاریخی سفر میں ہماری ادنیٰ خدمات بھی شامل ہیں۔

ہمارا خون بھی شامل ہے تزئینِ گلستاں میں
ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

❋ ❋ ❋

(بقیہ: ہم نے بنیادِ دوستی رکھی)

اے ٹی آئی (ATI) ہے۔ جس کا گذشتہ دنوں 56 واں یوم تشکیل منایا گیا۔ یہ ایک ایسی مادرِ فکری ہے جس سے وابستہ افراد اس وقت پاکستانی معاشرے میں آپ کو خیر ہی خیر پھیلاتے دکھائی دیں گے۔ اے ٹی آئی کا بطور مدر آرگنائزیشن تذکرہ کریں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ اس نے کتنے ہی مثبت فکر کے حامل اداروں کو جنم دیا ہے۔

اس وقت شعبہ سیاست میں نظام مصطفیٰ پارٹی اور پاکستان فلاح پارٹی ایسی جماعتیں ہیں جو خالصتاً انجمن طلباء اسلام کے رفقاء نے قائم کیں۔ (جمیعت علماء پاکستان، تحریک انصاف، پاکستان مسلم لیگ ن، پیپلز پارٹی، ق لیگ اور تحریک لبیک میں بھی اے ٹی آئی کے سابقین بڑی تعداد میں موجود ہیں)

قومی و صوبائی اسمبلیوں میں تلاوت کلام پاک کے بعد نعت رسول مقبول ﷺ کی ادائیگی کا قانون بھی اے ٹی آئی کے سابقین کی کوششوں سے منظور ہوا۔

المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی، المصطفیٰ ویلفیئر ٹرسٹ، مسلم ہینڈز، المصطفیٰ ٹرسٹ انٹرنیشنل، شیڈ فاؤنڈیشن ایسے بڑے ادارے ہیں جو خدمت خلق (Charity) کے شعبہ میں اپنے آپ کو منوا رہے ہیں۔

سماجی انقلاب کی علمبردار مصطفائی تحریک اس وقت ملک کی واحد سماجی تحریک ہے جو خدمت دین کے ساتھ ساتھ لوگوں میں سماجی خدمت کا شعور پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ گذشتہ چند برسوں سے مصطفائی تحریک نے جشن آزادی کے دنوں میں شادابیء پاکستان مہم کے تحت لاکھوں درخت لگانے کا سلسلہ بھی شروع کر رکھا ہے۔ جو ہر سال پہلے سے بڑھ کر مقبول ہو رہا ہے۔

پاکستان بھر کی بار کونسلز، بار ایسوسی ایشنز میں کلیدی عہدوں پر اے ٹی آئی کے سابقین منتخب ہوتے ہیں۔

لاہور ہائی کورٹ بار میں ناموس رسالت کمیٹی قائم کرنے اور قائم رکھنے میں بھی ایسے ہی رفقاء پیش پیش ہیں۔

پاکستان میں اساتذہ کی ترجمان انجمن اساتذہ پاکستان، اے ٹی آئی کے رفقاء پر مشتمل ہے۔

جنوبی پنجاب میں کسانوں کی ترجمانی کرنے والا پاکستان کسان اتحاد بھی رفقاء انجمن کی خدمتگار سوچ کا نتیجہ ہے۔

آپ کو عام لباس کے اوپر سفید شرٹ پہنے اگر کوئی مصطفائی رضا کار نظر آتا ہے تو وہ بھی انجمن طلباء اسلام کا ہی کارکن یا رفیق ہے۔

غرضیکہ وطن عزیز میں زندگی کا کوئی شعبہ بھی ایسا نہیں جہاں نبی کریم ﷺ کے نام نامی سے نسبت رکھنے والی اس مقدس تنظیم کا فیض نہ پہنچا ہو۔ مجھے فخر ہے کہ میں نے 1990ء سے 1999ء تک اے ٹی آئی کے چاروں درجات میں اپنا نام لکھوایا اور یونٹ سے لے کر مرکز تک ہر سطح پر اپنی خدمات پیش کیں۔ اور آج اس کے رفیق کا تمغہ اپنے سینے پر سجائے پھرتا ہوں۔

کتنی قومیں وجود میں آئیں، دہر میں خشک و تر کے رشتے سے
ہم نے بنیاد دوستی رکھی، یادِ خیر البشر ﷺ کے رشتے سے

❋ ❋ ❋

نوٹ: اس مضمون میں شامل مختلف قائدین کے نام صرف مثال کے طور پر لکھے گئے ہیں، ورنہ انجمن کا دامن ایسے ہزاروں افراد سے بھرا پڑا ہے کہ جن کی تفصیل لکھی جائے تو کئی دفتر کم پڑ جائیں (نیئر صدیقی)

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

عمیر اعوان
جنرل سیکرٹری پنجاب جنوبی

افراد کے معاشرے میں چند لوگ اپنی خداداد صلاحیتوں سے تاریخ کا رخ موڑنے کا فن جانتے ہیں۔ ان کی قابلیت، ذہانت اور محنت سے دنیا میں نا صرف خوشحالی، ترقی اور امن کو فروغ حاصل ہوتا ہے بلکہ یہ لوگ تمام دنیا کے انسانوں کا مسیحا سمجھے جاتے ہیں۔ شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کا شمار ایسی ہی عظیم اور عہد ساز شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی لازوال شاعری اور دانشمندانہ اقوال کے ذریعے نا صرف انسانیت کو اس کی حقیقت اور اہمیت سے آگاہ کیا بلکہ خصوصی طور پر عالم اسلام کے مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگا کر بیدار کیا اور دنیا میں عزت و وقار سے جینے کا حوصلہ عطاء کیا۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ اپنے عہد کی سیاسی تحریکوں کو انکے صحیح پس منظر میں سمجھتے تھے۔ سیاست درحقیقت انکی زندگی کا ایک اہم اور روشن باب ہے، جسکی بدولت انہوں نے قیام پاکستان سے سترہ برس پیشتر ہی اپنی بصیرت سے مستقبل کے دھندلے نقوش میں ایک آزاد اسلامی مملکت کا نقشہ ابھرتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کی شخصیت کے وہ تخلیقی عناصر جنہوں نے اقبال میں ایک مخصوص قسم کی گوناگونی رنگارنگی پیدا کی اور اقبال کو اس کے ہم عصروں سے زیادہ دل آویز، باعث کشش اور جاذب نظر بنا دیا، اس کا باعث اقبال کی علمی و ادبی اور تعلیمی کوششوں سے زیادہ مذہبی رجحان بنا۔ اور یہی ان کی طاقت وقوت اور حکمت وفراست کا منبع اور سرچشمہ ہے، لیکن اقبال کا وہ یقین و ایمان اس خشک جامد ایمان کی طرح نہیں، جو بے جان تصدیق یا محض جامد عقیدہ ہے، بلکہ اقبال کا ''یقین'' عقیدہ و محبت کا ایک ایسا حسین امتزاج ہے جو اس کے قلب و وجدان، اس کی عقل وفکر، اس کے ارادہ وتصرف اس کی دوستی و دشمنی غرضیکہ ساری زندگی پر چھایا ہوا تھا۔ آپ نے مسلمانوں کو پیغام دیا کہ تم دنیا کی امامت کے لئے پیدا کئے گئے ہو، اٹھو اور اپنا فرض ادا کرو۔ سبق پڑھ صداقت کا شجاعت کا عدالت کا لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا دور مادیت اور مغربی تہذیب وتمدن کی ظاہری چمک ودمک سے اقبال کی آنکھیں خیرہ نہ ہوسکیں، حالانکہ اقبال نے جلوہ دانش فرنگ میں زندگی کے طویل ایام گزارے اس کی وجہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اقبال کی والہانہ محبت، جذبہ عشق اور روحانی وابستگی تھی۔ جب سارا عالم خواب غفلت میں پڑا سوتا رہتا اس آخیر شب میں اقبال کا اٹھنا اور اپنے ربّ کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا، پھر گڑگڑانا اور رونا، یہی وہ چیز تھی جو اس کی روح کو ایک نئ نشاط اس کے قلب کو ایک نئ روشنی اور ایک نئ فکر کی غذا عطا کرتی پھر وہ ہر دن اپنے دوستوں اور پڑھنے والوں کے سامنے ایک نیا شعر پیش کرتے، جو انسانوں کو ایک نئ قوت، ایک نئ روشنی اور ایک نئ زندگی کی راہ دکھاتا، اور مسلمانوں کو ایک اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور ان سے محبت کرنے، اور قرآن پاک کو مضبوطی سے پکڑ کر زندگی کو اس کے مطابق اپنانے کی ضرورت پر زور دیتا۔ آپ نے فرمایا قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے غرضیکہ ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے اپنی پوری زندگی قرآن مجید میں غور وفکر اور تدبر وتفکر کرتے گزاری، قرآن مجید پڑھتے، قرآن مجید سوچتے، قرآن مجید ان کی وہ محبوب کتاب تھی جس سے انہیں نئے نئے علوم کا انکشاف ہوتا، اس سے انہیں ایک نیا یقین اور ایک نئ قوت وتوانائی حاصل ہوتی۔ جوں جوں ان کا مطالعہ قرآن بڑھتا گیا، ان کے فکر میں بلندی اور ایمان میں پختگی ہوتی گئ، اس لیے کہ قرآن ہی ایک ایسی زندہ جاوید کتاب ہے جو انسان کو لدنی علم اور ابدی سعادت سے بہرہ ور کرتی ہے۔ اقبالؒ کا تصور شاہین محض ایک شاعرانہ تخیل نہیں بلکہ اس میں اسلامی فقر کی تمام صفات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ طالب علم کو شاہین کا نام دے کر اقبالؒ جہاں اس میں رفعت خیال، جذبہ عمل، وسعت نظری اور جرات رندانہ پیدا کرنا چاہتے تھے وہیں جہان فکر وعمل میں جدت پیدا کرنے کی تلقین کرتے بھی نظر آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

شیر انجمن محمد ذیشان دریائی (گوجرانوالہ)

محمد ذیشان دریائی صاحب (اعزازی رکن) کو سیدی یا رسول اللہ ﷺ کی صدائیں بلند کرنے کی پاداش میں غنڈہ گرد عناصر نے فائرنگ کا نشانہ بنایا، کمر میں فائر لگنے کی وجہ سے تقریباً عرصہ ۲۸ سال سے بستر پر ہیں، جسم کا نچلا حصہ فائر لگنے کی وجہ سے مفلوج ہو چکا۔ مگر نظریے سے محبت کا عالم یہ کہ کبھی زبان پر شکوہ تک نہیں آیا بلکہ اپنی اس معذوری کو اعزاز سمجھتے ہیں۔

کلام: خواجہ اسلم رضا
سابق سیکرٹری جنرل
انجمن طلبہ اسلام پاکستان

حکمِ اذاں سال

مایوسی کا عالم ہے کہ یہ عہدِ خزاں ہے
اُٹھو کہ تمہیں حکمِ اذاں حکمِ اذاں ہے

اَسلاف کی اقدار ہیں نہ شرم و حیا ہے
مشکل میں ہر اک سمت سے اب دینِ خدا ہے
اک سمت فقط تم ہو، اور اک سمت جہاں ہے
اُٹھو کہ تمہیں حکمِ اذاں، حکمِ اذاں ہے

اِس ملک اور ملت کو سہارا ہے تمہارا
ہر سانس لگاؤ وہی تکبیر کا نعرہ
وہ نعرۂ تکبیر جو باطل پہ گراں ہے
اُٹھو کہ تمہیں حکم اذاں حکمِ اذاں ہے

باطل کی حکومت ہے تکبّر ہے جفا ہے
کشمیر میں القدس میں اک آہ و بکا ہے
ہمت نہیں ہارو کہ قیامت کا سماں ہے
اُٹھو کہ تمہیں حکم اذاں، حکمِ اذاں ہے

لازم ہے در احمد مختارؐ نہ چھوڑو
عشاقِ محمد ﷺ کا وہ کردار نہ چھوڑو
امید یہی ایک سرِ کون و مکاں ہے
اٹھو کہ تمہیں حکم اذاں حکمِ اذاں ہے

اُٹھو کہ تمہیں حکمِ اذاں حکمِ اذاں ہے

ATI انجمن طلبہ اسلام پاکستان

www.atipak.org ATIPAK @ATI_PAKISTAN @ATI_PAKISTAN